

توراة کی تحریف کا ثبوت - پائل اور قرآن کی روشنی میں

* انصر پروین

The Quran is the ultimate and final book of Allah that is completely safe from any type of distortion. It is revealed upon the Holy Prophet (S.A.W) & was written under his supervision in a book form and was recited according to his guidance. From early era to date, a single discrepancies & difference could not be traced out by any one. The Quran claims that previous like torah are distorted and no version of these books is available that is safe from human insertion & changes. The article discussed in detail, historical proof of textual proof of distortion of Torah.

ہم مسلمان ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا برحق کلام ہے اسی طرح اس سے قبل بھی نازل کردہ کتب سماوی بھی اللہ تعالیٰ کا برحق کلام ہیں چاہے وہ صحیح ہوں یا کتب۔ وہ سب من جانب اللہ ہیں۔ یہاں سوال یہ ہے کہ کیا وہ بھی اسی طرح حفظ اور تحریف سے پاک آج اپنی اصل حالات میں موجود ہیں جس طرح کہ قرآن پاک۔

اس کے لیے ہم قرآن مجید اور خود پائل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسرائیلوں، یہودیوں اور عیسائیوں کو (31) بار اہل کتاب (1) اور ایک بار خاص کر عیسائیوں کو اہل انجیل (2) کے معزز لقب سے تناطہ فرمایا ہے۔ دنیا میں ان کی رہنمائی اور آخرت میں کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی بیلیں قدر انیباہ و درسل خاص کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے لیے توراة اور انجیل کے علاوہ بھی کئی صحیح نازل کیے۔ جبکہ مدرجہ ذیل میں ہم توراة کے حوالے سے تقابی مطالعہ کا ماحصل پیش کریں گے۔ پہلے توراة کا تعارف اور پھر تحریف کے بارے میں بتایا جائے گا۔

قرآن پاک میں توراة کا تذکرہ

قرآن پاک میں توراة کا ذکر (18) بار لفظ "التوراة" کے ساتھ کیا گیا ہے (3) ان مقلمات پر توراة کا تذکرہ دو طرح سے کیا گیا ہے۔ کبھی علیحدہ اور کبھی انجیل اور قرآن کے ساتھ۔ اس کے علاوہ، الکتاب (4)، کتاب اللہ (5) اور کتاب موسیٰ (6) کے نام سے بھی توراة کا ذکر قرآن پاک میں ملتا ہے۔ قرآن مجید میں توراة اور الکتاب کے دو مختلف ناموں سے ذکر کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے اردو اور مغارف اسلامیہ میں توراة کے مقابلہ بنا گئے تھے کہ:

* پی اچ ڈی، سکالر، دی اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور۔

"کل سورتوں میں عام طور پر توراة کو الکتاب یا بعض تصوفی ناموں مثلاً ضیاء، فرقان، رحمت وغیرہ سے تعمیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان میں اس کا عملہ ذکر ہے۔ لیکن مدینی سورتوں میں جہاں ان احکام کا ذکر ہے جو یہودیوں کے لیے وضع یہ گئے تھے وہاں خاص طور پر توراة کا ذکر ہے۔ شاید اس لیے کہ احکام عموماً توراة میں ہی ذکر کیے گئے ہیں۔" (7)

باہل میں توراة کا وجود

باہل میں توراة کا ذکر جانے سے پہلے مناسب ہو گا کہ تھوڑا سا باہل کے بارے میں بتا دیا جائے اگر تم یہ سوال کریں کہ باہل بذات خود کیا ہے تو اس کا جواب A.A Mallintosh یہ ہے ہیں کہ:

"باہل کیا ہے؟ واضح طور پر ہم باہل کے ایسے کسی بھی شیخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کوئی جامع جواب نہیں دے سکتے جو کہ ہماری کتابوں کی الماری میں رکھا ہوا ہے اور ہم کہیں کہ یہ باہل ہے حتیٰ کہ باہل کے ہر انگریزی ترجمے کی طرف اشارہ کرنا بھی انبوた سے کم نہ ہو گا کیونکہ وہ بذات خود قدرے قدیم مگر غیر انگریزی باہل کے ترجم ہیں اور اگر ان قدرے قدیم مگر غیر انگریزی ترجم کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کریں تو ہم دوبارہ مشکلات اور مصائب کا ذکار ہو جائیں گے کیونکہ کچھ انگریزی باہل لاطینی باہل کے ترجم ہیں اور کچھ عربی اور یونانی باہل کے آمیرے سے ہیں۔

اس سوال کا معقول ترین جواب یہ ہے کہ باہل نام کی کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں بلکہ کمی ایک باہل ہیں جو ایک دوسرے سے اکثر مقامات پر بہت مختلف ہیں۔ تمام باہل کسی نہ کسی خاص قوم کی باہل ہیں یادہ کسی نہ کسی نہیں الاقوامی گروہ کی باہل ہیں جو ایک ہی مذهب کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہودیوں کی باہل عیسائیوں کی صحیم باہل کا ایک حصہ ہیں گئی ہے۔ عیسائی اسے عہد نامہ قدیم کہتے ہیں اور یہودیوں کے نزد یہکے یہ مکمل باہل ہے اسے توراة کہتے ہیں۔

رومی کی تھوڑک عیسائیوں کی باہل، پر محدث عیسائیوں کی باہل سے روایت ازیادہ صحیم ہے یعنی زبان میں عہد نامہ قدیم و رحقیقت مصری یہودیوں کی باہل تھی اور یہ ابتدائی عیسائیوں کی اکثریت کی باہل کا حصہ ہے۔ جبکہ اٹیجی زبان میں باہل یہودیوں کی باہل کچھ نہیں رہی بلکہ یہ صرف مغربی عیسائی تھی" (8)

دنیاۓ یہود و عیسائیت میں باہل کا مختلف ہونا کوئی تجھ کی بات نہیں لیکن A.A Mocintosh کے اس بیان کی روشنی میں دنیاۓ عیسائیت کا باہل کے معاملے میں بے شمار فرقوں میں بیٹا ہوا ہونا اور ہر فرقے کی باہل کا دوسرے فرقے کی باہل سے جدا اور مختلف ہونا نہایت سمجھیدہ معاملہ ہے۔ وہ کتاب کہ جس پر ایمان اور عمل کا دار و مدار ہو جس کی تبادل پر اس عارضی زندگی کا بہت اہم عنصر ملے کرنا ہو، آخرت میں کامیابی کے طریقے جس کتاب سے سعیت ہوں، جس کے پیغام کو آنے والی نسلوں تک پہنچانا ہو، اس کتاب کے علماء اگر

حقیقی تشویش کا شکار ہوں تو وہاں عوامِ الناس کا کیا ہوگا؟ یہودی و یہ سائی علامہ کی یہ نہیں ہوتے بلکہ ہوتے ہیں اسی لئے ابھن بے کرو اپنے نامے والوں کو باکل کا متفق علیہ متن نہیں دے سکتے۔

باکل دو بڑے حصوں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید میں منقسم ہے۔ توراة عہد نامہ قدیم میں ہے۔ علامے یہود نے عہد نامہ قدیم کو مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

1۔ توراة (قانون یا شریعت) 2۔ صحائف انبیاء

3۔ صحائف مقدس

لہذا توراة نہ تو کل باکل ہے اور نہ ہی ساری عہد نامہ قدیم۔ کیونکہ مندرجہ بالا قسم سے واضح ہو جاتا ہے کہ توراة کے علاوہ اور صحائف بھی ہیں جو یہود یوس کی مقدس کتاب کے لازمی جزاء ہیں (۹)

عہد نامہ قدیم میں توراة کا ذکر

اگر ہم عہد نامہ قدیم کی طرف رجوع کریں تو اس میں یہیں توراة کا ذکر مختلف ناموں سے ملتا ہے ان ناموں کے قبین میں پر وہ سنت مسیحیوں کی اردو باکل، کتاب مقدس اور یہ تھوڑک مسیحیوں کی اردو باکل، کلام مقدس آپس میں مکمل طور پر متفق نہیں ہیں اس لئے یہیں ان دونوں میں یہ نام اکثر مقامات پر تو ایک جیسے ہی ملتے ہیں اور بعض مقامات پر مختلف ہیں۔

ایک بات تو واضح ہے کہ کلام مقدس لفظ توریت بھی استعمال ہی نہیں کرتی بلکہ کتاب مقدس کا معاملہ اس کے بر عکس ہے۔

جیسے کہ مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ غیر متفق ناموں کی مثالوں میں توریت اشریعت (خُمیا 13:2:8) موسیٰ کی توریت امومیٰ کی شریعت (وانیال 13:11:9) توریت کی کتاب اشریعت کی کتاب (الموک 11:8:22) توریت کی ہاتھیں اشریعت کی ہاتھیں (احبار 34:19) موسیٰ کی کتاب توریت امومیٰ کی شریعت (تواریخ 2:25:4) وغیرہ شامل ہیں جبکہ متفق ناموں کی مثالوں میں شریعت کی کتاب (شیرع 34:8) موسیٰ کی شریعت کی کتاب پیشع 18:31 (خُمیا 1:8) خدا کی شریعت کی کتاب (خُمیا 3:9:8:8) خدا کی کتاب (یہمانہ 16:34) موسیٰ کی شریعت (اعزرا 6:7) موسیٰ کی کتاب (اعزرا 18: ہجیا 1:1) وغیرہ ہیں۔

قرآن پاک نے خوبصورت الفاظ کے ساتھ توراة کی تعریف کی ہے۔ کئی مقامات پر قرآن نے توراة کا صرف ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اس کی اہمیت کی وضاحت کے لئے بھی خوبصورت الفاظ کے ساتھ تعریف کی ہے چند ایک مثالیں

1۔ انا النزلنا التوراة فیها هدی و نور (المائدہ 44)

- 2- الكتب الذى جاء به موسى نوراً و هدى للناس (الانعام 91)
- 3- ومن قبله كتب موسى اماماً و رحمة: (سورة ٧، احتفاف ١٢)
- 4- واتينا موسى الكتب و جعلته هدى لبني اسرائيل (بني اسرائيل ٢)
- 5- ولقد اتينا موسى الكتب من بعد ما اهللنا القرون الا ولی بصائر للناس و هدى ورحمة (القصص ٤٣)
- 6- ولقد اتينا موسى الهدى واورثنا بني اسرائيل الكتب هدى و ذكرى لا ولی الا لباب (المؤمن/غافر ٥٤-٥٣)

عابد علی الحمار دو دائرة معارف اسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ:

غالباً دنیا میں قرآن کریم کے علاوہ کوئی اور مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جس نے کسی دوسرے مذہب کی کتاب کی اتنی تحریف کی ہو جتنی کہ قرآن پاک نے توراة کی تحریف کی ہے (10) اور حق بات تو یہ ہے کہ توراة کی اس قدر خوبصورت الفاظ میں تحریف تو خود عہد نامہ قدیم میں بھی نہیں کی گئی۔

توراة کی تحریف میں قرآن مجید کی ان آیات کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ توراة میں بدایت اور نور تھا۔ وہ رہنماء اور رحمت تھی۔ واضح کتاب تھی۔ عقل مندوں کی رہنمائی اور نصیحت کے لیے کافی تھی۔ لوگوں کے لیے روشنی اور بدایت تھی۔ اس میں لوگوں کے لیے آنکھیں کھولنے والی روشن نشانیاں اور دلیلیں تھیں۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے اس کا وارث بنا لیا تھا۔ ان آیات سے جو حقیقت واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ صرف بنی اسرائیل کے لیے یہ بدایت، بنا کر بینی ہبھی تھی۔ بیہودیوں اور اسرائیلیوں کے علاوہ کسی اور قوم کے لیے نہیں تھی۔ جیسے کہ عیسائی مشریعیاں اسے بیہودیوں سے لے کر پوری دنیا خاص طور پر مسلمانوں تک اسے پہنچانے کی سرتوڑ کو ششیں کرتی رہتی ہیں۔

اگر اس تصویر کا دوسرارٹ دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ مندرجہ بالا میں قرآن پاک نے جس طرح توراة کی تحریف و توصیف میں بہترین الفاظ استعمال کیے ہیں اور جس انداز میں شاندار اسلوب سے اس کا تعارف کرایا ہے یہ بات صرف اتنی نہیں بلکہ قرآن پاک توراة کے متعلق اور بھی بہت کچھ نہیں بتاتا ہے۔ تو وہ صرف تصویر کا ایک درج تھا۔ اب ہم اس تصویر کے دوسرے درج پر نظر کریں گے۔

توراة کی حفاظت کی ذمہ داری بنا اسرائیل پر تھی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بتایا ہے کہ اس نے بیہودیوں کو توراة کا وارث بنا لیا تھا اور اس کی حفاظت و اشاعت کی ذمہ داری بھی ان لوگوں پر تھی۔ ارشادِ باتی ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَا الصُّورَةَ فِيهَا هُدًىٰ وَ نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا الْبَيْوْنَ الَّذِينَ اسْلَمُوا لِلَّهِ
هَادُوا وَ الرَّبَّانِيُّونَ وَ الْأَجْارِ بِمَا اسْتَحْفَظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَ كَانُوا عَلَيْهِ
شَهَدَاءَ۔ (الْمَائِدَةَ ۴۴)

اس آیت کے ضمن میں یہ کرم شاہ الازھری لکھتے ہیں کہ:

”وَاسْتَحْفَظُوا“ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ توراة کی خصائص کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اولیاء اور علماء کے پروردگاری تھی۔ جب تک وہ اس ذمہ داری کو بخاتر رہے تو توراة ہر چشم کی تحریف اور ردوداں سے محفوظ رہی۔ جب عبادت گزاروں اور علم والوں میں اخلاص اور خشیت الہی تھیں تو جاؤ طلبی اور دینا طلبی کا غالب ہو گیا تو یہ ہدایت و تور کا صیغہ رہا ان واجہاتی کی نذر ہو گیا انہوں نے اپنی مطلب برآری کے لیے اس میں ردوداں کر دیا“ (۱۱) اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس طرح قرآن پاک کی خصائص کی ذمہ داری خود اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحْفَظُونَ (الْجُرْجُورُ ۹) توراة کی خصائص کا ذمہ میں لیا تھا۔
قرآن پاک نے توراة اور دوسری کتب مقدس کے ساتھ یہ دو دیوبند کے نارواں اسلوک کو بھی کھلے گھلوں میں بیان کیا ہے۔

”قرآن پاک نے جملائی بھی بیان کر دیا ہے کہ یہود کس طرح توراة میں ردوداں کر دیتے تھے۔ بعض
وَفَعَدَوْهُ الْفَاقِلُوكَوْاَپَنِي جَنَاحَ سے بدل دیا کرتے تھے۔ يَحْرُفُونَ الْكَلْمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (النَّاسَاءُ ۴۲)
بعض دفعہ وہ صحیح مطلب بکھٹکے کے بعد سے بدل دیتے تھے۔

تم يَحْرُفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلْوْهُ (الْبَقْرَةُ : ۷۵) اور پھر مطالب میں بھی تحریف کر دیتے تھے۔

وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَأَخْتَلَفُوا فِيهِ (حُمَّ الْمَسْجَدُهُ : ۴۵)

اور بعض دفعہ خود صحیح نکھلتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ منزل من اللہ ہیں۔

يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (الْبَقْرَةُ : ۷۹)

اور بعض دفعہ آیات کو بھی چھپا لیا کرتے تھے۔ (الْبَقْرَةُ : ۴۰، الْعُمَرَانُ : ۱۸۷ وَغَيْرَهُ)

یہاں تحریف کو بیان کرنے کے جواہم مقاصد ہیں وہ یہ ہیں کہ یہودیوں اور یہودیوں میں سے حق کے مخالف افراد کو درست سمت مل جائے۔ جبکہ دوسرا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں پر سابقہ کتب مقدسہ کی موجودہ حالت کو واضح کر دیا جائے تا کہ وہ کافر ہانے والی یہسانی مشریعوں سے خبردار ہیں۔ جو کوئی کوئی رنگ بدل کر ان کے پاس آتی ہیں، کبھی مشنری ہسپتا لوں، ڈاکٹروں کی صورت میں، کبھی پرائیویٹ لائسنسی اداروں میں اساتذہ کی

صورت میں، کبھی حقوق انسانی کے لیے کام کرنے والی غیر حکومتی اداروں کی شکل میں۔ جنکی حالات میں پناہ گزینوں کے لیے امدادی سامان دینے کے بہانے، کبھی مالی امداد دے کر۔ کبھی یہ روان ملک ملازمتوں یا وزیر سے کا جھانس دے کر اور خط و کتابت کے ذریعے مفت کورسوں کی شکل میں تو کبھی مفت کتابوں کی تقسیم وغیرہ کی شکل میں،“ (12)

تحریف کے معنی و اقسام

اصل موضوع کی طرف آتے سے قبل یہاں پر تحریف کے معنی اور اس کی اقسام کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ قاری کو درود ان Study تحریف کے بارے میں تکمیل معلومات میریا ہو سکیں۔

امام تخریج الدین رازی کے نزدیک تحریف کے معنی آپ لکھتے ہیں کہ:

قال القفال: - الشحریف التغیر والتبدل واصله من الانحراف عن الشئ
والتحريف عنه، قال الله تعالى الا منحرفاً للقال او متحيزاً الىه فتهة (الانفال 16)
والتحريف هو امالة الشئ عن حقه بقال قلم محرف لذا كان راسه فقط مائل
غير مستقيم (13)

یعنی تحریف تغیر و تبدل کو کہتے ہیں اور تحریف دراصل کسی شے سے بہرنا اور اس کے برخلاف ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان "مگر یہ کہ چال چلتا ہوا رائی کی یا اپنی جماعت سے چلتا چاہتا ہوا اور کسی شے کو اس کے حق سے موزد یہ کوہی تحریف کہتے ہیں جس طرح اس قلم کو صرف قلم کہتے ہیں جس کی توک سیدھی نہ کاٹی گئی ہوں۔"

تغیر و تبدل میں باریک سا فرق

یہاں ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ تغیر و تبدل میں باریک سا فرق ہے۔ اگرچہ ان دونوں کا مفہوم پھر نے اور ہٹانے کا ہے لیکن تغیر میں کسی شے کو اس کی اصلی حالت سے پھر جاتا ہے جبکہ تبدل میں کسی شے کو اپنی جگہ سے بٹا دیا جاتا ہے ہم یہاں دیکھیں گے کہ یہ دو یوں نے کبھی تو کلمات کو اپنی جگہ سے بٹایا ہیں کہ ایک لفظ کی جگہ پر دوسرا لفظ لے آئے اور تبدیلی کر دی۔

اس تو پڑھ کی تائید امام رازی کی مدرجۃ میں عبارت سے بھی ہوتی ہے:

تبديل مشتق من البدل فلا بد من حصول البدل كما يقال فالآن بدل دينه بغيره

الله النقل من دين الى دين آخر (14)

اور کبھی الفاظ کا تبادل تو نہ کیا مگر اصل الفاظ کی حالت میں فرق ظاہر دیا۔ یعنی کہ اس کے اعراب کو اصل

کے برخلاف کر دیا۔ دونوں سورتوں میں یہ تحریف لفظی ہی ہوگی۔ اور اگر ہم تحریف کی تحریف امالہ یعنی موڑنا سے کریں تو اس صورت میں تحریف سے مراد الفاظ کی اصل ادا نگی کو چھپا کر غلط مضموم بیان کرنا ہے۔ یہ تحریف کی ایک اور حتم شمار ہوگی۔

تحریف کی اقسام

اگر ہم پاضی کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمیں محمد بن ابو بکر تبسم بوزی (متوفی 751) نے تحریف کی تسمیم مندرجہ ذیل انداز میں کی ہے اور کہتے ہیں کہ یہود نے ان تمام اقسام کی تحریف کی تھی۔

1۔ لبس الحق بالباطل۔ یعنی حق اور باطل کو آپس میں اس طرح غلط مخلط کر دینا کہ حق اور باطل میں تبیر نہ ہو سکے۔

2۔ ستمان الحق

یعنی کہ حق کو چھپانا

3۔ اخفاء الحق

اور یہ ستمان حق کے قریب معنی ہے

4۔ تحریف اعلام من مواضع

اس تحریف کی دو اقسام ہیں۔ تحریف لفظی و تحریف معنوی

5۔ لی المیان ؟

یعنی بوقت تلاوت زبان کو توڑ مردوز کر کر اس طرح پڑھنا کہ سنتے والے پر اصلی اور اعلیٰ الفاظ مشتبہ ہو جائیں (15)

ڈاکٹر محمد علی الباری نے تحریف کی بیانی طور پر دو فرمیں بیان کی ہیں تحریف لفظی و تحریف معنوی۔ مگر انہوں نے تحریف لفظی کی آگے مزید تین اقسام بیان کی ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ تحریف با تبدیل؛

یعنی الفاظ کا تبدل۔ ایک کو ہٹا کر دوسرا لانا۔

2۔ تحریف با تزايدہ؛

یعنی صرف الفاظ کا بڑھادیتا۔

3۔ تحریف با نقصان؛

یعنی الفاظ کم کر دینا۔ ائمہ عبارت سے نکال دینا۔

ان اقسام کی مزید تعریح انہوں نے یوں بیان کی ہے کہ:

1. ولا تلبسو الحق بالباطل و تکتموا الحق و ائمہ تعلمون۔ (بقرة 42)

یعنی حق کو باطل اور باطل کو حق کے ساتھ ملا دینا اور اسے عام لوگوں میں رانج کر دینا۔

ریختری نے کشف میں ذکر کیا ہے کہ:

”یہودی تورۃ میں ایسی باتیں لکھ کر ملا دیتے تھے جو اس کی نہیں تھیں مثلاً حضرت ہارون پر تمہت لگانا کہ انہوں نے یہودیوں کے لیے پھرزاہنا یا اور انہیں اس کی عبادت کا حکم دیا“ (16) (خروج باب 32، سطر 20-21)

2۔ ستمان الحق؛

یہ حق کو چھپانا۔ یہ ایسا الحق بالباطل سے مربوط ہے۔ جیسے کہ سابقہ آیت اور سورہ

البقرہ کی آیت نمبر 42 میں ہے۔ کہمان الحق کی اہم مثالوں میں ان کا حضورگی صفات اور بشارت کو چھپانا ہے۔ اس طرح زانی اور زایدی کی سزاۓ رحم کو بھی انہوں نے چھپا یا تھا۔

3۔ اخفاہ الحق: (المائدہ 15) یا ایک حد تک کہمان الحق سے مشابہ ہے۔

علماء کہمان الحق اور اخفاہ الحق میں فرق کرتے ہیں۔ ان کے مطابق کہمان کسی عظیم امر کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے کہ حضور اکرمؐ کی نبوت کو چھپانا اور اخفاہ الحق کسی ایسے امر کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں ان کی تذلیل ہو۔

4۔ تحریف الكلام عن مواضعه (اتساع: 46، المائدہ: 13، 14) یعنی بھی ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی جگہ بھی ایک جملے کو دوسرے جملے کی جگہ پر لا کر تبدیل کرنا۔ اسے تحریف با تبدیل کہتے ہیں۔ بھی کسی لفظ کو ساقط کر دینا۔

اور اس کو تحریف با خصوص کہتے ہیں۔ بھی کوئی لفظ یا جملہ بڑھادیں۔ اس کو تحریف بازیادہ کہتے ہیں اور بھی اصل معنی کی بجائے غیر مقصود معنی بیان کرنا اور اسے تحریف معنوی کہتے ہیں۔

5۔ لی اللسان: یعنی ایسا لفظ بولنا جو بظاہر اچھا ہو مگر درحقیقت برا ہو۔ مثال کے طور پر ان کا حضور اکرمؐ کو راعن کہہ کر بھاٹپ کرنا۔ یہ بظاہر اچھا لفظ ہے مگر باطل ہے۔ کیونکہ وہ یہ لفظ کہہ کر آپؐ کی رعوت پر تہمت لگاتے تھے۔ اسی طرح سلام کرتے وقت اسلام علیکم کہتے تھے۔ یعنی تمہیں موت آئے وغیرہ۔ اس کی ایک اور حالت بھی ہے اور وہ یوقوت تلاوت توراۃ زبان کو توڑ مردڑ کرتے تھے۔ اور اس طرح اپنے الفاظ کو آیات میں ڈال دیا کرتے تھے۔ (17)

ڈاکٹر احمد حجازی القاء نے بھی تحریف کی اقسام کو بیان کیا ہے مگر انہوں نے ان کی وضاحت قدرے آسان اور زیادہ واضح انداز میں کی ہے ان کے مطابق تحریف کی دو اقسام ہیں:

تحریف لفظی تاویل لفظی

ان کے مطابق تحریف لفظی مندرجہ ذیل چیزوں پر مشتمل ہے:

لیس الحق بالباطل: یعنی اصل عبارت میں معنی بدلتے کے لیے کوئی لفظ ڈال دینا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا تھا۔ ”تو اپنے بیٹے اسحاق کو جو تیر اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے کو ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جاؤ اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے دکھاؤں گا سوختی قربانی کے طور پر چڑھا۔“

اس عبارت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ زرع حضرت اسحاق میں ہیں کیونکہ وہی اکلوتے تھے اور حضرت اسحاق سے 14 برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ (پیدائش باب 23، سطر 17۔ باب 1، سطر 16۔ باب 1، سطر

-باب 2، سطر 22-

لیکن کاتب نے اس الحق پا بالطل کرتے ہوئے فقط اسحاق کا اضافہ کر دیا۔

2۔ تحریف الكلم من بعد مواضعه؛ یعنی عبارت میں ایسا لفظ ڈال دینا جس کے دو معنی کا احتمال ہو۔ ایک اصلی معنی الہی اور دوسرا وہ معنی جو ان کی مثال کے مطابق تھا اور وہ چاہتے تھے۔ مثلاً ”عِدَادُهُ“ تیر اخدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے یہری مانند ایک نبی بربا کرے گا۔ استثناء: باب 15، سطر 18

یہاں تیرے بھائیوں سے مراد حضرت اسماعیل ہیں۔ یہی اصلی اور الہی معنی ہیں کیونکہ برکت حضرت اسماعیل کے لیے ہے مگر یہودیوں سے مراد حضرت اسحاق ہیتے ہیں۔

تحریف کی دوسری قسم تاویل اختریف ہے یعنی کہ کسی ہوئی عبارت میں بے بنیاد بھجوڑے کرنا۔ مثال کے طور پر یہودیوں کا ابھی تک یہ کہنا کہ ”تیرے بھائیوں“ کے لفظ سے جس نبی کی آمد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ابھی تک نہیں آئے اور نصاریٰ کا یہ کہنا کہ اس سے مراد حضرت یعنی ہیں حالانکہ یہ اوصاف نبی اسلام حضرت محمدؐ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

رہی بات لی المسان، کی تو یہ مطرز سے پڑھنا اور اصول تجوید ہے تاکہ سننے والے کو وہم ہو کہ تورہ میں تحریف نہیں ہوئی۔ یہ طریقہ آج تک فرانسیسی یہودیوں کا ہے۔

قراطیس تبدونہا و تحفون کثیراً۔ کامطلب یہ ہے کہ وہ تورہ کی بعض عبارتیں اپنے فائدے کے لیے پڑھتے ہیں مگر بعض عبارتیں وہ چھپاتے ہیں کتناں الحق اور اخفا، الحق و تحریف لفظی ہے جسے وہ زمانہ بائل سے جانتے ہیں مگر اسے ظاہر نہیں کرتے۔ (18)

قرآن شریف اور بائل دونوں میں موجود حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ سابقہ کتب منزل من اللہ۔ اب ردو و بدل کا شکار ہو کر اپنی اصلاحیت کو پھیلی ہیں۔ اس حوالے سے پہلے ہم یہاں قرآن پاک سے ارشادات ربانی بیان کریں گے کہ یہود نے کس طرح اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی کتب میں تحریف کی۔ انہوں نے ان کتب میں کیوں اور کس لیے تحریف کی۔ یہ سوال بھی بہت اہم ہے اس کا بھی اہم اذکر کیا جائے گا۔

قرآن مجید سے حقائق

وَلَا تَشْتَرُوا بِأَيْمَنِي نَعْمَلًا (البقرة : 41)

آیت کے اس حصے میں موجود لفظ بائیتی سے کون سی آیات مراد ہیں؟ اور آیات کے بدالے میں قیمت لینے کا کیا معنی ہے؟ فیم الدین مراد آبادی اس کا جواب یہوں دیتے ہیں ”ان آیات سے مراد قرآن و انجلیل کی آیات ہیں۔ جن میں حضور اکرمؐ کی نعمت و صفت ہے مقصود یہ ہے کہ حضورگی نعمت دولت دنیا کے لیے مت

چھپا د کر متاع دینا ملنا قلیلا اور نعمت آخوت کے مقابل بے حقیقت ہے۔“ اس آیت کا شان زوال یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیت کعب، بن اشرف اور دوسرے روساء و علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے نکلے وصول کر لیتے اور ان پر سالانہ مقرر کرتے تھے اور انہوں نے پھلوں اور انتمال میں اپنے حق متعین کر لیتے تھے۔ انہیں یہ اندیش تھا کہ توریت میں حضور اکرمؐ کی جو نعمت و صفت ہے اگر اس کو قوم پر ظاہر کریں تو وہ آپؐ پر ایمان لے لائے گی اور ان کی پھر کچھ پرش نہ ہوگی۔ یہ تمام منافع فتح ہو جائیں گے اس لیے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر و تحریف کی اور حضورؐ کی نعمت کو بدلتا۔ جب لوگ ان سے پوچھتے کہ توریت میں حضورؐ کے کیا اوصاف ذکر کیے گئے ہیں تو وہ چھپا لیتے اور ہرگز نہ تھاتے۔” (19)

ان الذين يكسمون ما انزلنا (ابقرہ: 159) وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اماری ہوئی کتاب۔

وہ کیا تھا جسے علماء یہود توراۃ میں سے چھپاتے تھے۔ اور کس طرح چھپاتے تھے فتح المدین مراد آبادی اس بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

”یہود کے علماء و روساء جو امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمدؐ ان میں سے مجبوٹ ہوں گے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سید عالمؐ و مرسی قوم میں سے معموٹ کیے گئے ہیں تو انہیں یہ خدا شہ ہوا کہ لوگ توریت و انجیل میں حضور اکرمؐ کے اوصاف دیکھ کر آپؐ کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے میمین نذرانے اور ہدیے، حقیقت اتفاق سب فتح ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی۔ اس خیال سے ان میں حسد پیدا ہوا اور توریت اور انجیل میں جو حضور اکرمؐ کی نعمت و صفت اور آپؐ کے وقت نبوت کا بیان تھا اس کو انہوں نے چھپایا۔ چھپا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے۔ نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے، نہ دکھایا جائے اور چھپانا یہ بھی ہے کہ ملختا و ملیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈال دیا جائے۔“ (20)

وَاذَا اخَذَ اللَّهُ مِيقَاتَ الْدِيْنِ اُوتُوا الْكِبَرُ لِنَسِيْهِ وَلَا تَكْسُمُنَهُ فَبِلَوْهُ وَرَأَهُ

ظہورہم (آل عمران: 107)

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا کی گئی تھی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کرو بنا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔
اس آیت سے نہیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے کس بات کے بیان کر دینے اور اسے لوگوں سے نہ چھپانے کا وعدہ دیا تھا؟ اور یہود نے وعدہ پورا کیا یا نہیں؟
اس سلسلے میں مذکورہ مصنف تحریر کرتے ہیں کہ:

”الله تعالیٰ نے علمائے تورات و انجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالمؐ کی نبوت کی

(244) توراۃ کی تحریف کا شہوت۔ باہل اور قرآن کی روشنی میں

دلالت کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو خوب اچھی طرح تشریح کر کے سمجھادیں اور ہر گز نہ چھاپیں۔ مگر انہیں نے اس حکمِ ربانی کی پروانہ کی پلکہ روشنی لے کر حضور سید عالمؒ کے اوصاف کو چھاپا جو کہ تواریخ و تجیل میں مذکور ہے، (21)

غلطہاتور کی اللہ تعالیٰ کی طرف نست

فرمان ربانی ہے کہ

فخلف من بعد هم خلف ورثوا الكتب ياخذون عرض هذا الادنى و
يقولون سيفتر لنا، وان ياتهم عرض مثله ياخذوه الم يوحى عليهم ميتاً
الكتاب ان الا يقولوا على الله الى الحق ودرسو ما فيه (الاعراف : 169)

پھر ان کی جگہ ان کے بعد وہ نا خلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہماری بخشش ہو گئی اور اگر ایسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لایا گیا کہ اللہ کی طرف ثبت ذکر ہیں محرحق کی اور انہوں نے اسے پڑھا۔ اس آیت میں الکتاب سے کون ہی کتاب مراد ہے؟ اور دوسری بات جو یہاں جواب طلب ہے وہ یہ کہ یہ یہودی کچھ نہ تھا توں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے۔ وہ کیا ہاتھیں تھیں؟

نعم الدن مراد آبادی ان سوالات کے جوابات میں لکھتے ہیں کہ:

"وہ کتاب توراتِ حقی جوانیوں نے اپنے اسلاف سے پائی تھی اور اس کے امر و نواہی اور تحلیل و تحریم وغیرہ کے مضمایں پر مطلع ہوئے۔ مدارک انتزیع میں ہے کہ یہ لوگ ہیں جو رسول کریم ﷺ کے زمانے میں تھے اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ کچھ پیسے نگلے بطور رشوت لے کر احکام کی تبدیلی کرتے تھے اور پھر تبدیل شدہ احکام کی ایسیت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتے تھے (22)

اپنے ہاتھوں سے تحریر کر دہ الفاظ کو اللہ کا کلام کہنا

ثم يقولون هذا من عند الله ليشرروا به. ثمنا قليلا (بقرة : 79)

تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اینے ماتھ سے لکھیں پھر کبودیں کہ خدا کے پاس ہے۔

سابق آیت میں ہمیں یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ یہودی تورات کے امر و نو اتی اور تحمل و خریم وغیرہ کے مضامین میں کی بیشی اور اضافے کرنے کے اس اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیتے تھے۔ اس آیت میں بھی بھی بتایا چارہ ہے کہ یہ یہود کے علماء کچھ با تمیں اپنی طرف سے تورات میں لکھ دیتے اور پھر یہ کہتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کیا یہ وہی باتیں ہیں جو ہمیں سلسلے معلوم ہوئی یا پھر کوئی اور ہیں اس بارے میں حکم الدین مراد آبادی تحریر

کرتے ہیں کہ ”جب سید الانبیاء، حضرت محمد ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو علمائے یہود توراة اور رسائے یہود کو یہ قوی اندریشہ واکر ان کی روزی نعمت ہو جائے گی اور ساتھ ہی سرواری بھی مت جائے گی کیونکہ توراة میں حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک اور اوصاف حمیدہ مذکور ہیں۔ جب عوام الناس حضور اکرم ﷺ کو اس کے مطابق پائیں گے تو فوراً آپ پر ایمان لے آئیں گے اور اپنے علماء اور رسائے کو چھوڑ دیں گے۔ اس اندریشہ کے پیشے نظر انہوں نے توراة میں تحریف و تغیری کر دیا اور حلیہ مبارک بدل دیا۔ مثلاً توراة میں آپ کے اوصاف یہ تحریر ہے کہ آپ خوب ہو ہیں۔ بال خوبصورت، آنکھیں سرگیں، قدر میاد ہے۔ تو اس تحریر میں یوں تحریف کی وہ بہت دراز قامت ہیں آنکھیں کنجی نہیں اور بال بھی نہیں۔ یہی عوام الناس کو نہایت اس کو تاب الہی کا مضمون بتاتے اور بحث کر لوگ حضور اکرم ﷺ کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے اور ہمارے گردیدہ رہیں گے۔ اور ہماری آمدن میں کوئی فرق نہ آئے گا“ (23)

اس سلطے میں یہ محمد کرم شاہ الا زہری یہود یوں کی بد دینی اور خیانت کا پردہ چاک کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ”وَكَاتِبَ جُنَاحَ كَوْدَيْنَ بَنَانَهَ گَنَهَ جَنَهَ جُنَاحَ كَوْدَيْنَ بَنَانَهَ كَوْدَيْنَ حَمَمَ دَيَّاً گَيَا تَحَمَّاً۔ انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کیا کہ خود عمل ترک کر دیا ہو بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے طرح طرح کی تحریف اور اضافے کر دیے اور اس طرح ان ظالموں کے آنکھہ نسلوں میں سے بھی سلیمانی طبع کے لیے یہ گنجائش نہ چھوڑی کہ وہ آیات الہی میں خود غور و فکر کے حقیقت سمجھ رہا تھا حاصل کر سکیں۔ یہود و نصاریٰ اب تک تو تحریف کے قائل نہ تھے مگر اب ان کے محققین نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ان کی کتب تحریف و تغیری سے محفوظ نہیں ہیں۔“ (24)

حق و باطل کو آپس میں مغم کر دینا

ولَا تلِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَلَا تَكْسِبُوا الْحَقَّ وَإِنْتُمْ تَعْلَمُونَ (بقرہ : 42)

اور حق کے ساتھ باطل کو شکاوا اور جانتے ہو جتنے حق کو نہ چھاؤ۔

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود یوں کو ان کی حق کے ساتھ باطل کی آمیزش سے پہلے منع فرمایا تھا لیکن جب انہوں نے اس حکم الہی کی کوئی پرواہ نہ کی تو فرمایا:

لَمْ تَلِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَلَا تَكْسِبُونَ الْحَقَّ وَإِنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (آل عمران : 71)

اے اہل کتاب حق میں باطل کیوں ملتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے۔

یہ کرم شاہ الا زہری اس آیت میں لفظ ”تلیسون“ میں لفظ ”لیس“ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”لیس“ کا معنی ذھان پر دینا یا کسی چیز کو دوسرا یعنی کسی ساتھ غلط ملط کر دینا ہے۔ یعنی کہ نبی کریم ﷺ کے کمالات و علامات جو ان کی آسمانی کتب کے صفحے صفحے پر ثابت تھے ان کو چھپا دیا کرتے یا اللہ کے ان احکام میں

تحریف کر دیا کرتے تھے جن پر عمل کرنا ان کی طبع نازک پر گراں ہوتا۔⁽²⁵⁾

تحریف و تغیر کرنا

افقط معنوں ان یعنو منو الکم و قد کان فریق منہم یسمعون کلم اللہ ثم يحزونه

من بعد ما عقلوا و هم یعلمون (البقرہ : 75)

تو اے مسلمانو! اس کیا تمہیں طبع ہے کہ یہودی تمہارا لیقین والا کسی گے اور ان میں کا تو ایک

گروہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے اور پھر بخشنے کے بعد اسے دانتہ بدلتے۔

یہاں پر اہل ایمان سے خطاب کر کے یہودیوں کی بابت کہا جا رہا ہے کہ کیا تمہیں ان کے ایمان لائے

کی امید ہے جبکہ ان کے پچھے لوگوں میں ایک فریق ایسا بھی تھا جو کلام الہی میں جانتے بو جھتے "لفظی و معنوی"

کرتا تھا۔ یہ استفہام انکاری ہے لیکن ایسے لوگوں کے ایمان لائے کی قطعاً امید نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو

لوگ دنیاوی مفادات یا حزبی تعصبات کی وجہ سے کلام الہی میں تحریف تک کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ وہ

گمراہی کی ایسی ولدی میں پھنس جاتے ہیں کہ اس سے نکل نہیں پاتے۔⁽²⁶⁾

من الذين هادوا يحرفون الكلم من بعد مواضعه. ويقولون سمعنا و عصينا

و اسمع غير مسمع و راعنا ليا بالستهم و طعنا في الدين. (الساء 46)

بیکر کرم شاہ الا زہری علمائے یہودی کی ان مکروہ خصوصیات کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"بے باکی اور گستاخی، لفسخ اور تسلق اور کلام الہی میں اپنی مردمی کے مطابق تاویل کرنا اور احکام

خداؤندی کی مدنی کائنات پھجات یہودیوں کی خصوصیات ہن کر رہ گئی تھیں۔ رسالت مابعد کی تعریف و

توضیف جس سے توراة کے صفات مزین تھے جان بوجھ کر وہ ان کا انکار کرتے اور ان کے مکھڑت معانی

بیان کرتے۔ لفظوں کے وقت بارگاہ نبوت میں بڑی درید و بینی سے کام لیتے۔ طبی خbast کے باعث زوہجی

کلمات کا استعمال کرتے جن میں مد اور زم کے دونوں پہلو ہوتے اور اپنی زبانوں کو مل دے کر انکا ایسا

تلظیذ کرتے کہ جس سے زم کا پہلو تماں ہوتا۔ اگر انہیں تو کا ار دکا جاتا تو قورا کہد دیتے کہ نہیں صاحب ہمارا

ہدایہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ اگر کوئی حکم فرماتے تو سمعاً بلداً آواز سے کہتے اور اسی سانس میں چکے سے عصیناً بھی

کہد دیتے۔ "غير مسمع" کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں؛ دعا کے لیے بھی یعنی کوئی ناگوار بات آپ کو نہ سخنی پڑے۔

بدعا کے لیے بھی کہ آپ کچھ نہ سن سکیں اور وہ یہ کلہ بولتے وقت دوسرا مفہم مراد لیتے۔ اس طرح راجعاً

کہتے وقت زبان کو پک دیتے تاکہ راجعیا ہو جائے۔⁽²⁷⁾

ای مضمون کو مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے قرآن پاک نے ایک اور مقام پر یوں بیان کیا ہے

فرمان رہانی ہے کہ:

فِيمَا نَقْضَهُمْ مِثَاقُهُمْ لِعَنْهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَسِيَّةً يَحْرُفُونَ الْكَلْمَ عَنْ مَوْاضِعِهِ وَنَسُوا حِظًا مَمَّا ذُكْرَوْا بِهِ (المائدہ : ۱۳)

تو ان کی کسی بد عمد یوں پڑھنے نہیں احت کی اور ان کے دل خست کر دیے اللہ کی باتوں کو ان کے شکاروں سے بدلتے ہیں اور بھلا بٹھے ان نصیحتوں کا بڑا حصہ جو انہیں دی گئی۔ اس آیت میں فقط حرفون استعمال ہوا ہے۔ یہ کرم شاد الازھری تحریف کی دو اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

تحریف و طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ الفاظ میں ہو۔ رو بدل کر دیا۔ اصل عبارت تو کچھ تھی۔ اس کو بجا رکر کر کر دیا۔ دوسری یہ کہ الفاظ میں تو قطع و بردیدن کی لیکن اس کا مفہوم غلط بیان کر دیا۔ اور یہ دو اپنی آسمانی کتب میں دونوں طرح کی تحریف کرتے تھے اور اس تحریف سے بازنیں آتے تھے۔ اس کے بعد یہ کرم شاد نے الفاظ ”تسواطاً“ کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ:

خطا کی تغیریت عظیم کے لیے ہے یعنی کہ انہوں نے اپنی کتاب کا بہت اہم حصہ فراموش کر دیا۔ ان کے انہیاء کرام نے حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائے کا جو بار بار انہیں حکم دیا تھا انہوں نے اسے بھلا دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تحریف و توصیف سے ان کی کتب کے صفات کے صفات بھرے پڑے تھے جن کو انہوں نے فراموش کر دیا۔ (28)

ایک اور مقام پر فرمان ربان ہے کہ:

وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَخَعُونَ لِكَذَبِ سَمَعُونَ لِقَوْمٍ أَخْرَىٰ لِمَ يَأْتُوكُمْ
يَحْرُفُونَ الْكَلْمَ مِنْ بَعْدِ مَوْاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنَّا هَدَوْهُ وَإِنَّ لَمْ تَوْهْ تُوهُ
فَاحْذِرُوا هُوَ (المائدہ : ۴۱)

اور بعض یہودی جھوٹ بولنے کے لیے جاسوئی کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے جاسوس ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے بول دیتے ہیں۔ کلام الہی کو اس کے موقع سے کہتے ہیں اگر (ہمارا بتایا ہوا) یہ حکم تھیں دیا جائے تو اسے مان لو اور اگر یہ نہ دیا جائے تو اس سے بچو۔ مختلف مفسرین نے اس آیت کی تھوڑے بہت فرق سے شان نزول یوں بیان کیا ہے کہ:

یہود نبیر کے شرافہ میں سے ایک شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت نے زنا کیا۔ اس کی سزا توراۃ میں سنگار کرنا تھی۔ یہ انہیں گوارا نہ تھا۔ اس لیے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ سے کرائیں۔ چنانچہ ان دونوں (مجرم افراد) کو ایک جماعت کے ساتھ مدینے بنیجہ اور کہہ دیا کہ اگر حضور ﷺ کا حکم دیں مان لینا۔ سنگار کرنے کا حکم دیں تو مت ماننا۔ وہ لوگ یہود مدینہ نبی قریظہ اور نبی نصیر کے پاس آئے اور

خیال کیا کہ یہ حضورؐ کے ہم وطن ہیں اور ان کے ساتھ آپؐ کی صلح بھی ہے ان کی سفارش سے کام ہن جائے گا۔

چنانچہ سرواں یہود میں سے کعب، بن اشرف، کعب، بن اسد، عیین، بن عمرو، مالک، بن صیف، کتابہ، بن ابی الحنفیہ وغیرہ انہیں لے کر حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمہ دریافت فرمایا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کیا میر افضل مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا اور آیت رحم نازل ہوئی۔ اور ان دونوں کو سکار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہود نے اس حکم کو مانتے سے انکار کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک تو جوان گورا ایک چشم، ندک کا باشندہ اہن صوریاتی ہے تم اس کو جانتے ہو کہنے لگے ہاں۔ آپؐ نے فرمایا وہ کیسا آدمی ہے؟ کہنے لگے آج روئے زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں TORAH میں کتنا ماحر ہے۔ فرمایا گیا اس کو بلا وہ۔ پھر اس کو بلا یا گیا۔ جب وہ حاضر ہوا تو حضورؐ نے فرمایا تو اہن صوریا ہے اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا یہود میں سب سے بڑا عالم تو ہی ہے عرض کیا لوگ تو ایسا ہی کہتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان لوگوں سے اس کی بات مانو گے۔ سب نے اقرار کیا۔ جب آپؐ نے اہن صوریا سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی حرم دھا ہوں جس کے سوا کوئی معبد نہیں۔ جس نے حضرت مولیٰ پرست اس کتاب نازل فرمائی۔ اور تم لوگوں کو مصر سے نکلا۔ تمہارے لیے دریا میں نہیں ہاں کیس۔ تجھیں نجات دی۔ فرعون کو فرق کیا۔ تمہارے لیے اب کو سایہ ہاں ہنلیا۔ من و سلوٹی نازل فرمایا۔ اپنی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں طلال و حرام کا بیان ہے۔ کیا تمہاری کتاب میں شادی شدہ مردوں عورت کے لیے سکار کا حکم ہے؟ اہن صوریا نے عرض کیا بے نک بے اسی کی حرم جس کا آپؐ نے مجھ سے ذکر کیا۔ عذاب نازل ہونے کا اندر یہ شدہ ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا۔ اور جھوٹ بول دتا۔ مگر آپؐ نے فرمایا ہے کہ آپؐ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا اب چار عادل و معتبر شاہدؤں کی گواہی سے زنا بھراحت ثابت ہو جائے تو سکار کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اہن صوریا نے عرض کیا تجھ اعینہ ایسا ہی TORAH میں ہے۔ پھر حضورؐ نے اہن صوریا سے دریافت فرمایا کہ حرم الہی میں تہذیبی کس طرح واقع ہوئی۔ اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے۔ اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے۔ اس طرز عمل سے شرفاء میں زنا کی کثرت ہو گئی۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے پیچا زاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سکار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اس کو سکار کرنا چاہا تو اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جب تک بادشاہ کے بھائی کو سکار نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس شخص کو ہرگز سکار نہ کیا جائے گا۔ اس وقت ہم نے جمع ہو کر غریب شریف سب کے لیے بھائے سکار کرنے کے یہ زانٹا کی کہ چالیس گوزے مارے جائیں اور من کا لا کر کے گھر ہے پر انہا ہم کر گشت کرائی جائے۔

یہ سن کر یہود بہت ٹکڑے اور اہن صوریا سے کہنے لگے کہ تو نے حضرت (محمدؐ) کو بڑی جلدی خبر دے

وی اور ہم نے بھتی تیری تعریف کی تھی تو اس کا مستحق نہیں۔ اہن صور یا نے کہا کہ حضور نے مجھے تورات کی قسم
والائی۔ اگر مجھے عذاب کے نازل ہونے کا اندازہ شدہ ہوتا تو میں آپ گوئے خبر نہ دیتا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ
کے حکم سے ان دونوں زنانہ کاروں کو سگنار کیا گیا۔ اور مندرجہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (29)

توراة کی آیات میں روبدل کرنا

یہود نے جہاں توراة کے الفاظ و معنی میں روبدل کیا وہاں پر انہوں نے توراة میں پورے پورے
فترے بھی تبدیل کر دیا اس بارے میں فرمان رہا ہے:

سُلْ بْنِ اسْرَائِيلَ كُمْ أَتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةً بَيْنَهُ وَمِنْ يَبْدِلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُ تَهْ

فَانَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (القرہ : 211)

عن اسرائیل سے پچھوہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں۔ اور جو اللہ کی آئی ہوئی تھت کو
بدل دے تو بے شک اللہ کا عذاب بخت ہے۔ فیم الدین مراد آبادی نے اس آیت میں تھت سے
مراد کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں کہ اللہ کی تھت سے مراد آیات الہی ہیں جو سب ورشودہ ایت
ہیں اور ان کی بدوات گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے انہیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں
سید عالم حضرت محمد ﷺ کی نعمت و حضرت اور آپ گی نبوت و رسالت کا بیان ہے۔ یہود و نصاریٰ کی
تحریفات اس تھت کی تبدیلی ہیں۔ (30)

دوران تلاوت زبان کو مروڑ کر تورات میں تحریف کرنا

فرمان رہا ہے کہ:

وَإِنْ مِنْهُمْ لَفَرِيقَاتٍ لِمُسْتَهْمِمٍ بِالْكِتَابِ لِتَحْسِبُوهُ مِنَ الْكُفَّارِ وَمَا هُوَ مِنَ
الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذَبُ
وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ (آل عمران : 78)

اور ان میں کچھ وہ ہیں جو اپنی زبان پھیل کر کتاب میں تبدیلی (میل) کرتے ہیں کہم صحبو
یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ
اللہ کے پاس سے نہیں ہے اور وہ جانتے ہو مجھے اللہ پر تجویث باندھتے ہیں
جی کرم شاہ الازھری نے اس آیت میں موجود الفاظ "سلون المستهم بالكتاب" کے مشہوم کی تفسیر
کر کے علماء یہود کے کوادر کو خوبصورت انداز میں واضح کیا ہے کہ وہ کس طرح آیات کی تلاوت کے دوران
اپنی زبان کو مروڑ کر ان الفاظ کا مفہوم تبدیل کر دیتے ہیں۔

"یلسون" کا اصل لیے ہے جس کا معنی جھکانا مائل کرنا کہا جاتا ہے۔ لوی بیدہ اس نے اپنا پاتھج جھکایا۔ لوی بر اسمہ اس نے اپنا سر جھکایا۔ یعنی اس کی احتی اور فطری وضع میں تبدیلی کر دی اس لیے اب اس کا استعمال کسی کلام کے لفاظ یا اعراب میں ایسا رود بدل کر دینا جس سے اس کلام کا اصل مفہوم بدل جائے یا اس کی ایسی من گھڑت تغیریں کر جس کا اس کلام سے دور کا واسطہ بھی نہ ہو کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ لوی لسانہ بکذا کابہ عن الکذب و تخرص الحديث (مفردات) عربی محاورہ میں جھوٹ بولنے اور من گھڑت بات ہانے کو لوی لسانہ بکذا کہتے ہیں۔ علامہ قرطی نے لکھا ہے والمعنی بحر فون الكلم و بعدلون به عن القصد بعض علماء یہ بودا یہ شیوه تھا کہ تورات کی جن آیات میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر پاک ہوتا یا تو ایسے اب وابح سے انہیں پڑھتے کہ مطلب گزر جاتا یا پھر لفاظ اور اعراب میں رو و بدل کر دیتے۔ یا ان آیات کا غلط مطلب لوگوں کو بتایا کرتے۔ اس آیت میں ان کی اس مذموم حرکت کا ایمان ہے۔ (31)

عربی زبان میں محاورات میں جھوٹ بولنے اور من گھڑت بات ہانے کو "لوی لسانہ بکذا" کہتے ہیں اس بارے میں علامہ قرطی نے تحریر کیا ہے کہ:

والمعنى بحر فون الكلم و بعدلون به عن القصد (32)

بعض علماء نے بیان کیا ہے یہ بودا یہ شیوه تھا کہ وہ تورات کی وہ آیات جن میں نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہوتا یا تو ایسے اب وابح سے انہیں پڑھتے کہ مطلب گزر جاتا یا پھر لفاظ اور اعراب میں رو و بدل کر دیتے۔ مندرجہ بالا آیت میں ان کی اس مذموم حرکت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ (33)

حق بات کو چھپانا
فرمان ربانی ہے کہ

بـاـهـلـ الـكـبـ قـدـ جـاءـ كـمـ اـمـوـلـاـ بـيـنـ لـكـمـ كـثـيرـاـ مـماـكـنـمـ تـخـفـونـ مـنـ

الـكـبـ (المائدہ : 15)

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تکریف لائے کہ تم یہ ظاہر

فرماتے ہیں بہت ہی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا دی تھیں۔

اس آیت میں لفاظ "تحفون من الكتاب" کی مزید وضاحت ہیر کرم شاد الا زهری نے یوں کی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ:

"یہ رسول ﷺ کی نبوت اور علم کامل کی دلیل ہے آپؐ ہا وجود ای ہونے کے تورات اور انجلیں کے ایسے

سائل اور احکام ظاہر فرمادیتے جنہیں علمائے یہود و نصاریٰ ہمیشہ سے چھپائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رسول تمہاری ساری پیچھی ہوئی با توں کو ظاہر نہیں فرماتا بلکہ صرف انہی امور کا ذکر تھا جن کے اظہار میں کوئی دینی فائدہ یا مصلحت عامہ ہو۔ ویسے تمہاری دوسری خباشیتیں جن کے اظہار سے سوائے چھپیں رسوائی کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ ان سے اغراض فرماتا ہے۔“ (34)

کتاب بدایت کے نکلوے نکلوے کرنا

علمائے یہود میں جہاں کتاب اللہ کو تبدیل کرنے کے اور بہت سے طریقے اپناتے تھے وہیں پر وہ کتاب اللہ کے نکلوے نکلوے کر دیتے تھے۔ اس بارے میں فرمانِ رب انبیاء ہے:

قل من انزل الكتاب الذي جاء به موسى نوراً و هدى للناس يجعلونه

قراطيس تبدوها و تحلفون كثيرا (الانعام: 91)

تم فرماؤ کس نے اتنا ری وہ کتاب جو موی لائے تھے۔ روشنی تھی اور لوگوں کے لیے بدایت۔ جس کے تم نے الگ الگ کاغذ ہا لیے جو ظاہر کرتے ہو اور بہت سے چھپائیتے ہو۔ یہاں پر بدایت کی کتاب کے نکلوے نکلوے کرنا کے کیا معنی ہیں؟ اس بارے میں پھر کرم شاہ الازھری کہتا ہے کہ:

یہود نے تورات کے جس حصے کو اپنی خواہشات اور اغراض کے مطابق پایا اس کو اپنالیا اور جس حصے کو اپنے دنیاوی مقاصد سے متصادم پایا اسے چھپا دیا۔“ (35)

مندرجہ بالا میں تم نے دیکھا کہ قرآن مجید نے تحریف کے بارے میں جو اتفاقی یا اصطلاحات استعمال کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

كسمان الحق . البقرة 46,42 ال عمران 186,71

كسمان ما انزل الله (البقرة 159، الانعام 174)

حق کو چھپانا ، اخفاء من الكتاب (المائدہ 15، الانعام 91)

نسیان المائدہ (14-13) تبدیل البقرة 59-55 الاعراف 62

یکھون باید ہم ثم یقولون هذا من عند الله (البقرة 179)

للبس الحق بالباطل . البقرة 42 ال عمران 71 تحریف الكلم

البقرة 75 النساء 46، المائدہ 73-14 (لی اللسان (النساء 46

ال عمران: 78 ہر جعل قراطيس (الانعام 91) ہیں

تورات کی تحریف باہل کی روشنی میں

اس سے قبل ہم نے تورات کی تحریف پر قرآن مجید اور مسلم علماء کی تحریروں سے شواہد بیان کیے ہیں اگر ہم تورات اور دوسرے صحائف انجیاء کے ساتھ یہود یہوں کے قابل ذمۃ رویے کو خود باہل کے مندرجات میں تلاش کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ انہوں نے ان کتب مقدس کے ساتھ نہایت بر اسلوک کیا اور وہ انہیں بدلتے اور تحریف کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں تاکہ آپ لوگ خود یہ فحصلہ کر سکیں کہ ان لوگوں نے کتب مقدسر کے ساتھ کیا اسلوک روا رکھا:

1۔ یسوعیہ نبی کے صحیفے میں ہمیں ملتا ہے کہ:

The Earth also is defiled under the inhabitants there because they have transgressed the Laws changed the ordinance broken the everlasting covenant" (36:5-24 طہ، بیہقی، باب 24)

زمین اپنے باشندوں سے بخس ہوئی کیونکہ انہوں نے شریعت کو عدول کیا۔ آئین سے محرف ہوئے۔
عبداللہی کوتوزا (1) بیہقی، باب 25، صفحہ 5

مندرجہ بالا دو حوالے King yamas version سے لیے گئے ہیں جس میں الفاظ Changed the ordinance استعمال کیے گئے ہیں جن کا ترجمہ اور "آئین کو تبدیل کیا" سے کیا گیا ہے۔ لیکن جب 1930 میں پرنسپلیٹیس ایسے یوں نے اردو باہل بنا کی تو اس کا ترجمہ اور آئین سے محرف ہوئے" سے کیا تاکہ یہ بات کیا جائے کہ تورات کے آئین کا متن تبدیل نہیں ہوا۔ البتہ اس پر عمل کرنے والے محرف ہو گئے۔ اب آپ خود ہی تاکہ آئین کا سے کیا کہا جائے؟ اور سیکھی بات قرآن پاک نے ہمیں اس انداز سے بتائی ہے کہ:

فِيمَا نَفَصْهُمْ مِنَا فِيهِمْ (المائدہ 13)

تو ان کی کسی بد عبد یوں پر ہم نے انہیں اعانت کی اور ان کے دل خست کر دیے۔ اللہ کی باتوں کو ان کے حکما نوں سے بدلتے ہیں۔

یسوعیہ نبی کے صحیفے کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بد عبدی کرنا، ابدی عبد کو توزنا، تورات کے آئین کو تبدیل کرنا اور تحریف کرنا یہ سب یہود قوم میں بڑی عام عادتی تھیں۔

2۔ اگر یہ میاہ نبی کے صحیفے سے تورات کی کتابت کرنے والوں اور اس کی خلافت پر مامور فتحیوں کے طرز عمل کو معلوم کرنا چاہیں تو یہ آپ کو صاف بتائے گا کہ:

تم کیوں کر کریجتے ہو کہ ہم داشتمند ہیں اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے؟ لیکن دیکھنے والوں کے ہاطل حکم نے بطلات پیدا کی ہے۔ داشتمند شرمند ہوئے۔ وہ حیران ہوئے اور پکڑے گئے۔ دیکھ انہوں نے خدا کے کلام کو رد کیا۔ (بریہاد: باب 8، صفحہ 9)

اس عبارت میں لفظ بطالات استعمال ہوا ہے جو اس عامرنے اس کے معانی پر لکھے ہیں۔ جھوٹ، دھوکا،

فریب (37)

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اہل کتاب تورات کو Law کہہ کر اس کا ترجمہ شریعت بھی کرتے ہیں یعنی تورات کا دوسرا نام شریعت بھی ہے اور شریعت یا تورات کی کتابت کرنے والوں نے بطالات پیدا کی ہے یعنی اس میں جھوٹی، دھوکے میں ڈالنے والی اور فریب میں جھلا کرنے والی باتوں کا اضافہ کر دیا۔ اگر ہم تورات کی عبارت اکاوم کو پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تورات کی کتابت کرنے والے کوئی عام کا تینوں نہیں تھے بلکہ یہ یہودیوں کے فقیر ہے تھے۔ جو اپنے آپ کو انس مند کہتے تھے اور شریعت موسوی کے حامل مانے جاتے تھے۔ انہیں کے پارے میں یہ میاہ بھن سے منسوب صحیحہ بتاتا ہے کہ حق میں باطل کرنے والے املاۃ رہنے والے خود یہودیوں کے یہ فقیر ہے تھے۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

بِاَهْلِ الْكِتبِ لَمْ تُلْبِسُنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتُكْحَمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ

تعلمون (آل عمران 71)

اے اہل کتاب تم حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ صحیح

خبر ہے۔

اس کو لوچپختیت کہہ لیں یا جیرت اگیز مثاہبہت کر قرآن مجید نے اس آیت میں یہود کا جوں کے لیے "الہم الحق بالباطل" کی اصطلاح استعمال کی ہے اور یہ میاہ بھن کے صحیحہ کی ذکر کردہ عبارت نے بھی ان کے اس فاسد کام کے لیے جس لفظ کا اختیاب کیا ہے وہ لفظ "باطل" ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایسے لوگوں کے لیے فرمایا ہے کہ:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْبُرُونَ الْكِتبَ بَايْدِ يَهُمْ لَمْ يَقُولُوا هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (البقرہ 79)

خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے باخھ سے کمیں پھری کہدیں کہ یہ خدا کی طرف

سے ہے۔

3۔ اسی طرح اس بھن کی کتاب کے باب 23 کا مطالعہ نہیں یہ بتاتا ہے کہ خداوند یہ میاہ سے مخاطب ہے اور باقی باتوں کے علاوہ یہ بھی فرماتا ہے کہ "آدمی پر خداوند کی طرف سے بار بیوت کا ذکر قم کبھی نہ کرنا اس لیے کہ ہر آدمی کی اپنی اسی باتیں اس پر بارہوں گی کیونکہ تم نے زندہ خدارب الافوان ہمارے خدا کے کلام کو بگاڑ دیا ہے۔" یہ میاہ باب 23، صفحہ 36

کیا خدا کے کلام کو بگاڑ دیا ناہی بات نہیں ہے جسے قرآن پاک نے "الہم الحق بالباطل" اور تحریف الكلام عن مواضعہ فرمایا ہے۔

اس طرح حزقی اہل کی کتاب کے باب 5 کو آیت 4 سے شروع کریں تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کے تمام گھرانوں کے نام ایک پیغام دے رہا ہے اس پیغام میں یہ عبارت بھی ملتی ہے:

And she hath changed my judgements into wickedness more
then the nations and my statutes more then the countries that
are round about her for they have refused my judgements and
my statutes they have not walked in them (38)

اس نے دوسری قوموں کے مقابلے میں زیادہ شرار تم کر کے میرے احکام کو تبدیل کر دیا ہے اور
میرے قوانین کو آس پاس کے ممالک سے زیادہ تبدیل کیا ہے۔ (یعنی کہ تبدیلی کی وجہ بیان کی جا رہی ہے)
کیونکہ انہوں نے میرے احکام اور قوانین کو روکر دیا ہے اور ان پر نہیں چلے۔ (39)

5۔ پُلٹنٹ یہ سائیوں کے نزدیک عہد نامہ قدیم کی آخری کتاب ملکی میں بھی تحریف پر دلالت کرنے
والی عبارت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ملکی نبی کے ذریعے اسرائیل کا بیوں اور دین کے رکھاؤں کے نام
ایک پیغام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ:

”کیونکہ لازم ہے کہ کافیں کے لبِ معرفت کو مختواڑ بخس اور لوگ اس کے مند سے شرمن
مالک پوچھیں کیونکہ وہ رب الافق کا رسول ہے۔ (ملکی باب 7، ص 2)

گھر اس حکم پر انہوں نے جو کام کیا تھا اس پر رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

But ye are departed out of the way ye have caused many to
stumble at the Law. Ye have corrupted the covenant of Levi saith
the lord of hosts (40)

پُتم راہ پر سے مخفف ہو گئے۔ تم شریعت میں بتوں کے لیے شکوہ کا باعث ہوئے۔ تم نے لاوی کے
عہد میں تحریف کر دی۔ رب الافق فرماتا ہے۔ (41)

6۔ جب سموئیل بڑا ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو اسرائیلوں کے قاضی نظر برایا۔ اس کے پہلو تھے (یعنی
سب سے پہلے پیدا ہوئے والا چھپ) کا نام یہوئیل اور دوسرا کا نام ریبیا ہوا۔ وہ دونوں نیسریج میں
قاضی تھے۔ پر اس کے بیٹے اس کی راہ پر نہ چلے بلکہ وہ فتح کے لائق سے رشوت لیتے اور انصاف کا
خون کر دیتے تھے۔ سموئیل باب 1، ص 8۔

یعنی کہ یہ قاضی ہیں کہ رشوت لینے لگے اور رشوت لے کر احکام الہی کو چھاتے۔ اپنی مرثی کے مطابق
فیصل کرتے پھر اسے اللہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے کہ اللہ نے اپنی کتاب تورات میں ایسا ہی فرمایا ہے۔
یہی وہ بات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرَأَوْا الْكَبَبِ يَا خَلْدَوْنَ عَرَضَ هَذَا لِأَدْنَى وَ

يقولون سيفرننا وان ياتهم عرض مثله ياخذوه لا لم يواحد عليهم مينا
الكتب ان لا يقولوا على الله الا الحق ودرسوها ما فيه (الاعراف 169)

پھر ان کی جگہ ان کے بعد وہاں ظرف آئے کہ کتاب کے وارث ہو گئے۔ اس دنیا کا مال
لیتے ہیں اور کبنتے ہیں اب ہماری بخشش ہو گئی اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے
لیں۔ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ثبت نہ کریں مجرم کے اور
انہیوں نے اسے پڑھا۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سابق صفات میں نہ صرف قرآن پاک بلکہ خود پابند بھی تورات میں تحریف کے
شوہد پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر ہم یہ تائیں کہ یہ تبدیلی ہوئی کس طریقے سے تھی۔ اس حوالے سے خود
یہ سائی علاماء کی تحریروں سے امثال پیش کریں گے

تورات کے اعراب اور حروف ہجاء میں تبدیلی اور تحریف کی مثالیں

قرآن پاک کی اصطلاح لی اللسان کا عملاء تقابل اور ایمان نے کیا۔ معنی لیا ہے؟ یہ بحث گزرے صفات
میں گزر رکھی ہے یہاں اس بات کو مزید آگے پڑھاتے ہیں اور اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

چیر کرم شاہ الازھری نے لی اللسان کے متعلق لکھا ہے کہ:

بلیون کا اصل "لی" ہے اس کا معنی جو کہ نام، مائل کرنا کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے لوی یہہ اس نے اپنا
ہاتھ جو کہ لیا۔ لوی ہر آس نے اپنا سر جو کہ لیا۔ یعنی کہ اس کی اصلی اور فطری وضع میں تبدیلی کردی۔ اس لیے
اب اس کا استعمال کسی کلام کے الفاظ یا اعراب میں ایسا رود بدل کر دیتا ہے جس سے اس کلام کا اصلی معنیوم
بدل جائے یا اس کی اسی من گھرست تصریح کرنا جس کا اس کلام سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ کے معنی میں ہونے
لگا۔ (42) جبکہ اس بارے میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ:

قال الفقال رحمة الله قوله (يلون السبهم) معناه وان يعمدوا الى اللقطة في حر
فونها في حركات الا عرب تحريفاً يتغير المعنى وهذا كثير في لسان العرب
فلا يعد مثله في العبرانية (43)

يلون السبهم کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی لفظ کا ارادہ کرتے ہیں تو اعراب کی حركات میں اس کی خوب
تحریف کر دیتے ہیں جس سے معنی متغیر ہو جاتا ہے اور یہ امر عرب کی زبان میں بہت زیادہ ہے۔ عبرانی
زبان میں اس کی مثل ہوتا ہے جیسا کہ قیاس نہیں۔

یہ سائی علاماء کا خیال ہے کہ تورات اور عہد نامہ قدیم کی دیگر کتب عبرانی زبان میں 13 ویں صدی سے
چوتھی صدی قبل مسیح کے دوران نہیں لکھی گئی ہیں۔ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی عبارات پر اعراب چھٹی اور

دوسری صدی عیسوی کے درمیان لگائے گے۔ اس سے پہلے ان پر اعراب نہیں تھے۔ یعنی عہد نامہ قدیم بہول تورات کی عمارت پر تقریباً دو ہزار برس تک اعراب نہیں لگائے گے۔ (44)

آرچ ڈیکن برکت اللہ بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ”عبرانی رسم والخط میں بوقت کتابت حروف پر اعراب نہیں لگائے گے“ تھے۔ اگرچہ موجودہ کتب مقدسہ میں یہ علامتیں لگادی گئی ہیں مگر ان کا وجود چھٹی یا ساتویں صدی عیسوی سے پہلے نہیں ملتا۔ کیا اس صورت حال میں متن کی عمارت میں کسی تبدیلی اور خرابی کا امکان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ برکت اللہ کہتے ہیں کہ:

”اس امر کا امکان رہ جاتا ہے کہ ان علماء کے ردِ بدال سے کتب کے متن کی صحت پر اثر پڑ جائے۔“ (45)

لیکن اعراب کے حوالے سے وہ اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے آگے جا کر وہ مذکورہ امکان کو عدم امکان ثابت کر دیتے ہیں اور منتجہ یہ نکالتے ہیں کہ:

”بادی انظر میں عبرانی الفاظ پر اعراب کی عدم موجودگی کتب مقدسہ کی صحت پر بہت اثر ڈال سکتی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ خیال ایک بڑی حد تک نلاخ اور بے بنیاد ثابت ہو جاتا ہے“ (46)

ہے ناجیب بات۔ ابھی جو حقیقت تسلیم کی جویں کہ اس کا انکار کرتے ہوئے اسے کسی طرح ایک غلط اور بے بنیاد خیال کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ خود برکت اللہ کا یہ تبیج کسی طرح بھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ حقائق کو نظر انداز کرتا ہے ایسی حقیقت کہ جس کو وہ شاید نہیں تصدیق کی جو سے سچی حقائق کو بخشنے سے قادر ہے ہیں۔ ان کے اس تبیج کو دلائل کے سامنے قائم رہنے کی سخت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بالکل بے بنیاد ہیں اور اس کی کوئی قوت نہیں۔ یہاں طوالت سے بنتے کے صرف دو شواہد پر ہی اتنا کیا گیا ہے۔

پہلی گواہی اس پر ایک سمجھی شخص پاں آرنسٹ کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ”عبرانی عہد عینیت میں حروف سمجھ پر چھٹی صدی عیسوی سے پہلے اعراب نہیں تھے۔ سب حروف بغیر اعراب کے تھے اور حروف پر مختلف اعراب لگائے سے الفاظ مختلف ہن جاتے ہیں اور ان کے معنی بھی مختلف ہو جاتے ہیں اس سے اگلہ جملہ قابل توجہ ہے بعض عیسائی علماء کہتے ہیں کہ مختلف اعراب لگائے سے متن کے معنی اور ہو گئے ہیں“ (47)

دوسری گواہی ہم پاہل مقدس سے ہی لیں گے جو کہ حروف میں رو و بدال اور اعراب کے رو و بدال کی ہنا پر تحریف ہو گئی ہے۔ پہلے اعراب میں تبدیلی کی ہا پر تحریف کی مثالیں ہیں۔

1۔ جب اسرائیل اپنے بستر پر سرہانے کی طرف سجدہ میں ہو گیا۔ (پیدائش باب 31، صفحہ 47)

جب اسرائیل نے عصا کے سرے کی ایک پر سجدہ کیا۔ (پیدائش باب 31، صفحہ 47)
اس ایک ہی آیت میں الفاظ مختلف ہیں ”اسرائیل اپنے بستر پر سرہانے کی طرف سجدہ میں ہو گیا“ اور

"اسراہیل نے عصا کے سرے کی تیک پر بحمدہ کیا" کافی حد تک مختلف بیان ہیں۔ اس کی وجہات کیا ہیں؟ اس بارے میں برکت اللہ کہتے ہیں کہ:

"عبرانی حروف" ہم، ت، ث، ه، جو پیدائش باب 31 صفحہ 47 میں استعمال ہوئے ہیں دو طرح سے پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر "ھڑتہ" پڑھا جائے تو معنی بستر کا سرہاہ ہے لیکن اگر "ھڑتہ" پڑھا جائے تو اس کا مطلب عصا ہے۔ یہاں پر دو معنی ایک ہی عبارت کے سیاق و سماق کے مطابق ہو سکتے ہیں اور یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون ہی علامت درست ہے۔ (48)

یہاں پر برکت اللہ خودی حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون ہی علامتیں درست ہیں۔ تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ بھلا بیٹھے ہیں کہ اصل میں کیا تھا۔ یعنی وہ ایسے تمام قسم کے شواہد سے محروم ہو چکے ہیں جن سے حقیقی متن تک رسائی ممکن ہو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں فرمایا ہے کہ:

و نسوا حظاً معاذ کرو ابہ (المائدہ 41)

اور بھلا بیٹھے ہیں بڑا حصہ ان صحقوں کا جواب نہیں دی گئی تھیں۔

2۔ (۱) اور مویٰ موآب کے میدانوں سے کوہ نبو کے اوپر سل کی چوٹی پر جو ہر بکو کے مقابل ہے چڑھ گیا۔

تب مویٰ موآب کے میدان سے کوہ نبو کی طرف نبو کی چوٹی پر جویر بکو کے مقابل ہے چڑھا۔
خداوند تجھ کو تپ دق اور بخار اور سوزش اور ہمارت اور تکوار اور باد سوم اور گیردھنی سے مارے گا۔

(۲) اور خداوند تجھ کو سل اور چدق اور بخار اور ورم اور خلک سانی اور باد سوم اور چھپا سے مارے گا۔
مندرجہ بالا عبارت میں خط کشیدہ الفاظ میں جو اختلافات ہیں برکت اللہ کے مطابق یہ اعراض کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ یہ بھی تو تحریف کی ہی ایک قسم ہے جبکہ اگر ہم قرآن مجید کا کوئی بھی نسخا لٹھا کر دیکھیں وہ نسخہ چاہے آج کا ہو یا 141 صد یا 141 قلیل لکھا گیا ہو ان میں بھی کوئی بھی اس طرح کا اختلاف نہیں ملتا۔ اگرچہ قرآن مجید میں بھی بعد میں اعراض لگائے گئے ہیں۔ مذکورہ دونوں مثالوں کے تجزیے کے بعد ہم کیا یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا بستر پر سرہا نے کی طرف بحمدہ کرنا اور عصا کے سرے کی تیک پر بحمدہ کرنا ایک ہی بات ہے کیا موآب کے میدان سے کوہ نبو کے اوپر سل کی چوٹی پر اور موآب کے میدان سے کوہ نبو کی طرف نبو کی چوٹی پر ہم مخفی بیانات ہیں؟

کیا تپ دق اور بخار اور سوزش اور ہمارت اور تکوار اور سل اور چدق اور بخار اور ورم اور خلک سانی مختلف نہیں ہیں؟

ایک ہی آیت میں ترجمے کا اندازہ افرق اور اختلاف کسی مشکل کا سبب نہیں تو پھر یہ کسی چیز کا نتیجہ ہے؟ سپو اجنب ترجمہ و مسری صدی قم میں تیار کیا گیا تھا اس وقت اس پر اعراب نہیں تھے۔ ساتویں صدی عیسوی کے بعد لگائے گئے شاید اسی بنا پر پاکستانی پرنسپل فرقے کو اپنی اردو بابلی یعنی کتاب مقدس بنانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی ہو گی مگر جواب طلب معاملہ یہ ہے کہ میوسی صدی کے وسط میں یعنی 1956ء میں جب یعقوب عیسائی فرقے نے اپنی اردو بابلی بنائی تو انہوں نے اس آیت کا ترجمہ وہی کیوں نہ کیا جو کہ پرنسپل فرقے نے 1930ء میں کیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے مصر کی بجائے "مصری" کو اختیار کیا ہے۔

حروف میں ردو بدل کی وجہ سے تحریف کی امثال

اوپر ہم نے اعراب کی وجہ سے ردو بدل کی مثالیں بیان کیں اور ان کا تحریف ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ایک ہی سطر (آیت) کا ترجمہ کیا سے کیا ہو گیا ہے اور اس میں تحریف ہمایت ہوتی ہے۔ اب یہاں ہم حروف ہی ردو بدل کی وجہ سے ہونے والی تحریف کا ثبوت دیکھیں گے اس کی چند ایک امثال پیش کی جاتی ہیں:

- اور تمین چھڑے اور ایک ایسا آٹا اور مے (شراب) کی ایک مشق اپنے ساتھ لے گئی اور اس لڑکے کو سیا ہی خداوند کے گھر لائی (سموئیل باب 24 سطر 1) اور ساتھ ہی ایک سہہ سالا چھڑا اور آٹے کا ایک ایسا اور مے (شراب) کا ٹکنیزہ لایا اور ان کو لے کر خداوند کے آگے شیلو میں آئی۔

یہاں پر پہلا اختلاف تین چھڑے اور ایک سہہ سالا چھڑا کے درمیان ہے۔ جبکہ وسر اسما میں خداوند کے گھر لائی اور خداوند کے آگے شیلو میں آئی۔ کے درمیان ہے اس کی وجہ برکت اللہ پہلے اختلاف کا سبب بتاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ یعنی اور سریانی تراجم میں ایک تین سالا چھڑا لکھا ہے اس مقام پر عمرانی لفظ کے حروف کی ذرا سی تبدیلی سے اس لفظ کے معنی تین چھڑوں کی بجاۓ تین سالا چھڑا ہو جاتے ہیں،⁴⁹ اس کو حروف کی تبدیلی سے تحریف نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ کیونکہ یہ بھی تو تحریف کی ہی ایک قسم شمار ہوتی ہے۔ اور آپنی شے بن ضروریا ہے نہ وادی شور میں انخسارہ ہزار آدمیوں کو مارا۔

اور ابی شافعی بن صریح نے وادی ائمک میں ادویہیوں میں سے انخسارہ ہزار کوئی کیا۔

برکت اللہ نے مثال تو ذکر کی ہے لیکن اس میں اختلاف کی وجہ بیان نہیں کی۔ جبکہ انہوں نے اسے "حروف کی مشاہبت" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجا پ ہیں کہ اختلاف بھی کلمات کے حروف میں ردو بدل کے نتیجے میں واقع ہوا اور اسی کو تو تحریف کہا جاتا ہے۔

برکت اللہ نے جو آیات قرآن کی بطور مثال پیش کی ہیں اور ان کے آپس میں مختلف دو دو تراجم بھی ذکر کیے ہیں ان کے مطابق پہلا ترجمہ عمرانی اور دوسرا لاطینی ولکیست اور یعنی سپو اجنب کا ہے۔ اور اگر یہ بات

درست ہے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پرنسپل سائیوں کی کتاب مقدس عبرانی متن کی ہے جبکہ کیتوںکے بیسانی فرقے کی باجیں کلام مقدس لاطینی و لکھتے کے متن اور یونانی سیپواجت کے متن کی موافق نہیں۔ یہاں پر ایک اہم سوال ہے اور وہ یہ کہ کیا دونوں تراجم معجزہ علماء اور زبان و بیان کی پوری مہارت رکھنے والے یہود و نصاری نے ہی کیے تھے؟

اگر جواب ہاں میں ہے کہ دونوں تراجم اصل متن سے گھربی واقعیت رکھنے والے منتخب علماء کے ہاتھوں وجود میں آئے ہیں تو یہ بتائیں کہ ان دونوں کے متن مختلف ہیں یا نہیں؟ انہیں فهم متن میں خوکر لگی یا نہیں؟ اگر انہیں بغیر اعراب کے متن کو پڑھنے اور سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی جیسے کہ برکت اللہ کا دعویٰ ہے تو پھر ہر ایک سطر (آیت) کے ترجمے میں زمین و آسمان کا فرق کیوں ہے؟

اسی صورت حال میں آرچ ڈیکٹن برکت اللہ کا قبل ازیں تحریر شدہ دعویٰ کی حیثیت اور اس میں کیا وزن رہ جاتا ہے؟ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ”بادی النظر میں عبرانی الفاظ پر اعراب کی عدم موجودگی کتب مقدسہ کی صحت پر بہت اثر ڈال سکتی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ خیال ایک بڑی حد تک خلاط اور بے میاد ہاتا ہے ہو جاتا ہے۔ کیا اسی صورت حال کے لیے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ قول میں برحق نہیں ہے کہ:

وَانْ مِنْهُمْ لَفْرِيقًا يَلْوُنُ الْسَّتْهِمَ بِالْكَبَبِ لَتَحْسِبُوهُ مِنَ الْكَبَبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكَبَبِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذَبُ وَهُمْ
يَعْلَمُونَ۔ (آل عمران 78)

یہاں پر ”يللون الستم“ کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی لفظ کا ارادہ کرتے ہیں تو اعراب کی حرکات میں اس کی خوب تحریف کر دیتے ہیں جس سے معنی تغیر پر ہو جاتا ہے اور یہ معاملہ عرب کی زبان میں بہت زیادہ ہے اور عبرانی زبان میں اس کی مثل ہوتا بعید از قیاس نہیں ہے۔

یہ تغیر تحریک کسی بھی انصاف پرندگان سے یہ سوال کرتا ہے کہ جو مثالیں حروف میں روبدل کی وجہ سے تحریف کے تحت ذکر کی گئی ہیں کیا یہ تحریف الہم کی ذمیں میں کسی طرح نہیں آتیں؟

اوپر مندرجہ بالا میں ہم نے جن تراجم باجل کا ذکر کیا ہے اب ان کا مختصر ساتھیں کرتے ہیں کیونکہ اس تعارف کے بغیر مقام کا اصل متصدح حاصل نہیں ہو سکتا۔ اوپر یونانی سیپواجت اور عبرانی متن کا ذکر کیا جا چکا ہے اس کے ساتھ ہی ہم سامری تورات کو بھی مالیتے ہیں اور پہلے سامری تورات کا ہی تعارف پیش کرتے ہیں۔

سامری تورات Samaritam Pentateuch

برکت اللہ کے مطابق سامری تورات میں باجل اور کوتہ اور عوا اور ممات اور مفردا نیم (یہ مقامات کے

نام ہیں) کے لوگوں کی نسل سے تھے اور ان کے اور یہود کے درمیان بہت شدید عداوت تھی وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاس سے تھے اور ان کی یہ عداوت اس قدر قدم تھی کہ سامری لوگ تورات کے علاوہ یہود کے کسی دوسرے صحیحے پر ایمان نہیں رکھتے تھے پس سامریوں کے پاس جو نئی تورات کا تھا وہ تھمیاہ اور عزرا کے زمانے سے بہت پہلے کا تھا پس اس کا متن سمجھ سے پائی گئی صدیاں قبل سے بھی پہلے کا ہے اور یہ بلاشبہ قدیم ترین ہے (50)

اس بیان میں برکت اللہ جس امری طرف اشارہ کرنا چاہیے ہے وہ سامری تورات کی قدامت کا ہے کہ وہ حضرت عیین کی پیدائش سے کبھی کم از کم پائی گئی صدیاں پہلے موجود تھی۔ لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا متن کیسا ہے؟ تو اس سلطے میں ہمیں جو بتایا جاتا ہے وہ یہ کہ ”سامری تورات جس کی اگرچہ سامری لوگ مختلف تفسیر کرتے ہیں تو بھی اس کا متن ہو یہودی ہے جو یہودی تورات یا پرانے عہد نامے کی پہلی پائی کتابوں کا ہے“ (51)

اس بیان کا یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سامری تورات کے متن کے بارے میں عیسائی محققین کا موقف کیا ہے۔

یونانی سپھو اجنب کی تورات Greek Septuagint

یا اصل متن نہیں بلکہ ترجمہ ہے اور عیسائی محققین کی تحریروں میں ہمیں اس ترجمہ کے مخالف نام ملتے ہیں مثلاً فتاویٰ ترجمہ، ترجمہ سپھو اجنب وغیرہ۔ یہ کس طرح وجود میں آیا؟ اس بارے میں بتایا جاتا ہے کہ ”285 246 ق م کے درمیان یہودی کثرت سے مصر میں رہائش پذیر تھے اور وہ اپنی اصل زبان عمرانی بھول گئے“ (52)

تو ان کے لیے کتب مقدسہ کا اصل زبان میں مطالعہ ممکن نہ ہا۔ اس کا اصل اس وقت کے فرغون نے یہ نکالا کر رہا تھا سے بہتر 72 یہودی علامہ کو بلوایا تاکہ وہ یہودیوں کے لیے یونانی زبان میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرو دیں۔ ان علامے یہود نے 250 ق م ترجمہ کا کام شروع کیا اور پہلی چال تورات کی کتابوں کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا“ (53)

اگر ہم اس ترجمے کی مقبولیت کے بارے میں جانتا چاہیں تو برکت اللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ:

”ابتدائی میسوی صدیوں میں مشرق و مغرب کی نکیساوں کے آپاے کلیسا اس ترجمے کے الفاظ کو اصل عبرانی الفاظ کی طرح الہامی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کی تصنیفات میں اس ترجمے کے اقتباسات بکثرت پائے جاتے ہیں یہ ترجمے لقریب ا تمام سمجھی اصطلاحات کا مآخذ بھی ہیں۔ اسی سلطے میں مزید تحریر کرتے ہیں کہ:

”مشرقی کلیسا کی نظر میں تو یہ ترجیح ایسا مستند اور معجزہ ہے کہ وہ ابتداء ہی سے اصل عبرانی کی بجائے یہ ترجیح تا حال استعمال کرتی چلی آئی ہے اور اسی ترجیح کو مستند تسلیم کرتی ہے۔ (54)
اس متبولیت کے باوجود جو سلوک اس کے ساتھ کیا گیا اس کے بارے میں تو پال ارنٹ نے متن کی کیفیت کی جانب کوئی اشارہ نہیں کیا البتہ ان کے قلم سے ایک انسی بات لکھی ہے کہ ”سیپا جنت یعنی ترجیح پختاد کے جو مخطوطات یا قدیمی قلمی نسخے اب موجود ہیں ان میں کتابوں کی ترتیب کا برافرق پایا جاتا ہے کسی میں ترتیب کچھ ہے تو کسی میں پکھو“ (55)

عبرانی تورات Hebrew Terah

یہاں پر عبرانی تورات کے بارے میں اردو دائرہ معارف میں تحریر ہے کہ ”اس کتاب مقدس کا عبرانی متن جو اس وقت مخطوطات اور مطبوعات کی صورت میں موجود ہے وہ ماثوری متن کہلاتا ہے یہ متن چھٹی اور آٹھویں صدی میلادی کے درمیان متعین کیا گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ متن دوسری صدی میلادی میں مرتب ہو چکا ہو۔ لیکن اگر یہ زمانہ تسلیم کر لیا جائے تو بھی ایک لمبا عرصہ اس کے متن کے منضبط ہونے اور اصل صحائف کے زمانہ تحریر میں حاصل ہے۔ (56)
آرچر جفری Arthur Jeffery بھی اس حقیقت کی تائید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ“

Modren english versions of the old testament are based in the first instance on the masaretic text of the canoncial Hebrew scripture. The Masaretic text was established from fifth to the tenth centuries of the christian Ea by several genrations of jewish scholars most of when were called masarcts“ (57)

یعنی بعد نامقدمہ کے جدید اگریزی ترجمے عبرانی کتب مقدس کے ماثوری متن پر مشتمل ہیں ماثوری متن پا ٹھیجین یا دسویں صدی میسیوی کے دوران یہودی علماء کی کمی کو نسلوں کے ذریعے متعین کیا گیا جن میں سے اکثر ماثوری کہلاتے ہیں۔

ند کو رہ بالا دنوں خوالوں سے ہمیں عبرانی تورات کی تاریخ کے بارے میں کسی قدر پر چھتا ہے اور اس متن کی یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک یہک وقت اس کی اہمیت کے بارے میں ہمیں پہلے چلتا ہے کہ با اختلاف آراء پا ٹھیجین یا چھٹی تا آٹھویں یا پھر دسویں صدی میسیوی کے درمیان وجود میں آئے والا یہ متن اس قدر اہم ہے کہ اسے موجودہ تورات اور بائل کے متن کا درجہ دے دیا گیا ہے یہاں پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا بھی بغیر وجہ کے نہ ہوگا کہ کمی نسلوں تک منت اور چدرو جہد کرنے والے علماء کے ہاتھوں متعین ہونے

والا عبرانی متن کبھی بھی سو فیصد متفق علی نہیں بن سکا۔ اس سلسلہ میں آرٹر جیفری لکھتا ہے کہ:

Since no two manuscripts ever have precisely the same collection of masoretic notes. It is evident that Masarah never reached the stage of fixation various strata within it can be recognized" (58)

کیونکہ اس متن کے کوئی بھی دو مختلف طبقے مکمل طور پر یکساں ماوری خواہی نہیں رکھتے۔ اس لیے ماورہ (متن کی روایت) کبھی تین یا تجھید کے مقام تک نہیں پہنچتا۔ اس کے اندر کئی طبقات یا پرتم، پہنچانی جا سکتی ہیں۔ پس ایک عبرانی تورات وہ تھی جو فلسطینی مکتبہ قلر سے تعلق رکھنے والے یہودیوں کی تھی جبکہ وسری تورات وہ تھی جو کہ بالی مکتبہ قلر سے تعلق رکھنے والے یہودیوں کی تھی۔ آخر کار دوسویں صدی کے پہلے نصف میں طبریاں مکتبہ قلر نے ان دونوں متون کو جو کہ آپس میں مخالف تھے ملا دیا۔ اس میں فلسطینی مکتبہ قلر کی نمائندگی ہارون بن موسیٰ آشنا کرتا ہے۔ جبکہ بالی مکتبہ قلر کا علم بردار موسیٰ بن داؤد بن ناثانی تھی جن میں زیادہ فلسطینی روایت کے مندرجات کو ترجیح دی گئی ہے۔ (59)

اس ساری جدد و جدید اور کوشش کے باوجود موجودہ صورت حال کیا ہے؟ اس بارے میں آرنست ورخون

The text of the old testament (Ernst Wurthwein) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب

میں تحریر کرتا ہے کہ:

The Hebrew text which we have today has been altered from its original form by many circumstances and undoubtedly contains many corruptions consequently the versions which enable us to reconstruct an older old testament text to correct are very important" (60)

عبرانی متن جو آج ہمارے پاس ہے اپنی اصل سے کئی صورتوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور بالاشہ اس میں بہت سی نصوص محرف ہیں نتیجہ یہ کہ وہ ترنتھے جو عہدہ نامہ قدیم کا قدر رے قدیم ترین متن بنانے کے قابل ہاتے ہیں بہت اہم ہیں۔ عبرانی تورات کے متن کا ہم یہاں پر دیگر ترجمے سے باہمی موازنہ کرتے ہیں تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کیا عبرانی متن یہ قدیم ترین اور بغیر تبدیلی کے ہم تک پہنچا ہے یا اس میں بھی دیگر متن کی طرح تغیر و تبدل ہے اس بارے میں ہم چند شواہد میں کرتے ہیں

پارل آرنست نے سامری اور یہودی دونوں حرم کی تورات کے متن کے بارے میں لکھا ہے کہ:

چونکہ سامری تورات کا بہت بڑا حصہ وہی ہے جو یہودی تورات کا متن ہے اس وجہ سے سامری تورات

یہودی تورات کے متن کی گواہ ہے۔ (61)

مگر برکت اللہ نے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ:

ان کا مقابلہ ہم پر یہ بات عیال کر دیتا ہے کہ ان دونوں نسخوں کے متعدد الفاظ، فقرات اور آیات میں فرق ہے لیکن یا اختلاف اہم تم کے نہیں ہیں اگرچہ اختلافات تعداد میں بھی ہزار کے قریب ہیں لیکن ان میں سے اکثر اختلافات جو کے ہیں یا پھر یہ سوکا تب کے ہیں ان چھ ہزار اختلافات میں سے دو ہزار ایسے ہیں جو سپوا جنت ترجمہ کے اصل متن کے مطابق ہیں (62)

مذکورہ دونوں عیسائی علماء نے اگرچہ حقیقت پر پروہ ڈالا ہے اور کامل بات بیان نہیں کی وہ دو ہزار مقامات جہاں پر سامری تورات سے غلط ہیں ان کی کیا حیثیت ہے؟ اس سوال کے جواب میں بعض علماء تحریر کرتے ہیں کہ:

It contains about 6,000 variants from the masoretic text of which nearly a third agree with the septuagint only a minority how ever are genuine variants most being dogmatic exegetical grammatical, or merely orthographic in character (63)

سامری تورات ماثوری متن سے چھ ہزار جگہ اختلاف کرتی ہے جن کی ایک تھائی پسوا جنت سے موافق ہے تاہم قیلی اختلافات اصل تغیرات ہیں ان میں سے اکثر اعتقادی، تفسیری، صرفی اور نجومی یا حروف انجا کے اختلافات ہیں۔

مندرجہ بالا بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تورات کے متن کی صحت کا معاملہ نہایت چیزیدہ اور کافی حد تک انجھا ہوا ہے اس کے باوجود عیسائی حضرات یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس 25 ہزار سے بھی زائد قلمی نسخے ہیں (64)

جن سے وہ متن کی صحت نہ صرف یہ کہ معلوم کر سکتے ہیں بلکہ ان سے اصل متن بھی ہناکتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ان ہزاروں مختلفوں اور نسخوں کے مندرجات میں یکسا نیت اور مماثلت کس حد تک ہے؟ اس پارے میں John H Hayes نہ کہتا ہے کہ:

Of the several thousands manuscripts, copies and pragments of the various writings that exit today, no two Identical* (65)

تورات کے متن کی تحریروں کے کئی مختلفے، نقول اور کلوے آج موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی سے بھی دو یا ہم مثال نہیں ہیں۔ جب صورت حال یہ ہے تو ان ہزاروں مختلفی نسخوں کا کیا فائدہ؟ جبکہ ان میں سے کوئی نسخہ بھی معیاری نہیں ہے جس کا متن متواتر اور پوری صحت کے ساتھ محفوظ ہو تو ان نسخوں کا کیا کریں گے؟ اگرچہ پال ارنٹ نے تحریف کے اسناق ایک اور گھناؤ نے عیب کو چھپائے کے لیے یہ کہا ہے کہ: ”انہیا اور رسولوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں اب موجود نہیں ہیں اب ان کی نکلیں موجود ہیں مگر نکلیں مطابق اصل کے ہیں اور ہر ایک نقل میں کوئی نہ کوئی غلطی ہونے کے باوجود بھی کتابیں اصلی ہیں ہیں (66)

گمراں کی یہ کوشش بھی ناکام رہی ہے کیونکہ اصل بمعطاب اصل کے ان کا یہ بیان غلط ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ:

Of none of the documents received into the canonical collection of Hebrew scripture do we possess the original autograph. Nor do we possess the original text of the collection as it was written out at the time. Its acceptance as canonical (67)

یعنی کہنے تو ہمارے پاس عبرانی کتب مقدس کی قانونی تدوین کے وقت حاصل ہونے والی دستاویزات ہیں نہ ہی یہ اس اصلی متن کے حاصل ہیں جو کتب کی قانونی قابلیت کے وقت لکھا گیا تھا۔

یہ ہے وہ حقیقت ہے پاہ آرنٹ عیسائی گواہ انس سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ یہ لوگ کہیں اسلام کی طرف نہ راغب ہو جائیں۔

اس سے بھی زیادہ واضح اعتراف یو دیت ای مانتر سن Judith - E - Sander Son کا ہے وہ سامری، عبرانی اور سیو اجنبی ترنشے کی تورات اور ان کے مخطوطوں کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

This fact can be misleading however which they are in the original language. They do not necessarily preserve the original wording. The fact that a Ms is written in Hebrew does not guarantee that it preserves a better or more original reading than does a Msia greek translation" (68)

تاہم یہ حقیقت گمراہ کن ہو سکتی ہے اگرچہ یہ اصلی زبان میں ہیں لیکن ان میں اصل الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ یہ حقیقت کہ ایک مخطوط عبرانی زبان میں ہے اس بات کی کاربی نہیں دیتا کہ اس میں یونانی ترنشے کے لئے کے مقابلے میں زیادہ بہتر یا اصلی متن ہے۔

تورات کے متن کی اس صورت حال کے متعلق مندرجہ بالا رائے نقل کرنے کے بعد آگے بڑھیں تو نکھابے کے:

Gew widengren

"We have seen that Moses gave the torot to Israel but it is impossible to reconstruct from the present mass of traditions what regulations could be qualified mosaic" it is more easy to say what in the Laws ascribed to Moses is not of mosaic origin. Most of the cultic and soial regulations date from the time after the settlement especially from the period of kings and is accordingly antedated (69)

ہم دیکھ جائے ہیں کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات دی تھی لیکن یہ ہمگن ہے کہ روایات کے موجودہ انبار سے ان اصول و ضوابط کی تکلیف نوکی جا سکے جو مستند موسوی ہوں۔ یہ کہنا زیادہ آسان ہے کہ وہ شریعت جو موسیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ موسوی الاصل نہیں ہے۔ اکثر مذہبی اور سماجی ضابطے اسرائیلیوں کی آباد کاری سے بعد کے دور کے خاص طور پر ان کی ملوکی کے زمانے کے ہیں۔ اور نتیجتاً صحیح تاریخی نہیں" اس حقیقت کے عزاف کے بعد پاہ آرنٹ کو "نقل بمعطاب اصل" کے موقف سے کیا فائدہ ہوا؟ پس

اگر سمجھی برادری یہ تسلیم کر لے کہ ان کے پاس ناصل کلام الہی ہے اور نہ اپنی بھطابیں اصل متن ہے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ حقیقت اصل سورت حال ہی ایسی ہے کہ پرانے شخشوں کی علاش میں مارا مارا پھرنا، بھی زمین کی کھدائی کر کے پھٹے ہوئے چداور اُراق کی علاش کر لینا، بختدرات سے کچھ علکریاں جمع کر کے اسے آثار قدیمہ سے مٹے والے تجھے کہنا اور پھر ان سے ایک متن تیار کرنا اور اس کو کلام الہی کہہ کر اسے بنائے اعمال زندگی بنانا کسی عقل مند کے نزد یہ قابل قبول تحقیق نہیں ہے۔

قرآن مجید کا متن صحت

مقالات کے آخر میں قرآن مجید کے متن کی صحت کا بھی مختصر اذکر کر ریں گے اگرچہ اس کا موضوع سے براہ راست تعلق نہیں ہے لیکن اگر ہم تعالیٰ مطالعہ کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ مناسب ہو گا کہ اس بارے میں بھی مختصر اشارہ کر دیا جائے۔ تاکہ ابتدیں کلام الہی یعنی کہ قرآن پاک اور محرف کلام الہی یعنی کہ پائل جس میں کہ موجودہ تواریخ بھی ہے کہ بارے میں صحیح اور اصل حقائق قاری کے سامنے رہیں اور وہ کوئی بھی بات کہنے یا کوئی بھی فیصلہ گیر اقدام کرنے میں آسانی محسوس کرے۔

دعویٰ قرآن

قرآن پاک اپنی خواصت کے بارے میں خود کہنا ہے ارشادِ بانی ہے:
انا نحن نزلنا التوکر وانا له لحفظون۔ (الحجر ۹)

بے شک یہ قرآن ہم نے اتنا رہے اور ہم خود اس کے تنبیہاں ہیں۔ ایک اور مقام پر آیا ہے
لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدِيهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔ (حم السجدہ 42)
باطل کو اس کی طرح راہ نہیں نہ اس کی کہ آگے سے نہ پیچے سے یا اتارا ہو اے۔ حکمت والے سب
خوبیوں کے مالک کی طرف سے

مسلمان علماء کا موقف

اس بارے میں صرف ایک ہی عالمگیر رائے پیش کی جا رہی ہے فیض الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ:
”تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدار میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی بھی کمی میشی کر سکے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید کی خواصت کا ذمہ لیا ہے اس لیے یہ شرف صرف قرآن پاک کو ہی حاصل ہے کسی دوسری الہامی کتاب کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ یہ خواصت کی طرح کی ہے ایک یہ کہ قرآن کریم کو مجذہ بنا لیا کہ انسان کا کلام اس میں ای نہ کے دوسرے یہ کہ اس کو معارضہ اور مقابلہ سے محفوظ رکھیا کہ کوئی بھی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نایاب اور محدود کرنے سے عاجز کر دیا

کے لفڑا باؤ جو دکمال عدالت کے اس کتاب کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں،⁽⁷⁰⁾ اس حادثت کی ایک وجہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جب ایک پیغمبر جاتا تو اس کی نمائندگی کرنے اور اس کی تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کے لیے اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا لیکن حضرت محمدؐ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے بھی اس کی حادثت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی اور اس کی نشر و اشاعت یعنی اس کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے عوام الناس یعنی کرامت مجدد کو سونپی ہے۔

غیر مسلم علماء کی آراء قرآن پاک کے متن صحت کے بارے میں
غیر مسلم علماء کی آراء کرنے کے بعداب ہم غیر مسلم علماء کی آراء اس بارے میں تحریر کرتے ہیں جبکہ اس سے قبل جب ہم تورات کے متن کے بارے میں تحریر کیا ہے تو کسی بھی مسلم عالم کی آخری نہیں کی۔
اس بیکوپیہ یا برنازی میں قرآن کے متعلق مقالہ تلاکھتا ہے کہ:

Thus an authoritative text of the quran (now known as the uthmanic recension) was established" (71)

اس طرح قرآن کا ایک مستند متن (جواب تدوین عثمانی گہلانہ ہے) مرتب ہو گیا:

This recension of uthman thus became the only standard text for the whole muslim world up to the present day(72)

اس طرح حضرت عثمانؓ کی یہ تدوین دور حاضر تک کے پورے عالم اسلام کے لیے ایک متفق اور معیاری متن ہن گیا۔

یہ مصنف قرآن مجید کے متن کو مستند قرار دیتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے کہ قرآن پاک حضرت عثمانؓ کو مرتب کر دو آج بھی اس طرح محفوظ ہے اس میں کوئی رو و پد نہیں ہوا کہ اور یہ پورے عالم اسلام کے لیے متفق ہے۔ آخر جیفری اس بارے میں تسلیم کرتا ہے کہ

precisely as all the peculiarities of uthmans standard of the quran are still preserved in modern editions(73)

حضرت عثمانؓ کے معیاری نسخہ قرآن کی تمام خصوصیات بالکم و کاست آج کی تمام اشاعتیں میں ابھی تک محفوظ ہیں۔

ریورنڈ ہوفیز (Rev.T.P Hughes) نے نہ صرف یہ کہ متن صحت قرآن کا اعتراف کیا ہے بلکہ ایک اختلافی مسئلے کی حقیقی حل کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے یہ لکھتا ہے کہ:

The recension of the quran produced by osman has been handed down to us unaltered and as sir Millian Muir Justly remarks, there is probably no other book in the world which has remained twelve centuries with so pure text, it is true that the shias assert that osman left out certain passages which favored

All, but they fail to prove their charge(74)

یعنی کہ قرآن پاک کی تدوین ختمی بغیر کسی روبدل کے ہم تک پہنچائی گئی ہے اور یہی کہ دلجم مور انصاف سے اپنی رائے دیتا ہے کہ دنیا میں غالباً کوئی اور کتاب اسی نہیں جس کا متن بارہ صد یوں تک اتنا خالص اور بے داغ ہو۔ یہ حق ہے کہ شیعہ حضرت عمانؑ پر یہ ازام لگاتے ہیں کہ انہوں نے قرآن پاک سے حضرت علیؓ کی شان بیان کرنے والی آیات نکال دی تھیں لیکن وہ اپنے اس ازام کو ٹھابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا میں جو بحث کی گئی ہے اور عنوان کی وضاحت کے لیے قرآن مجید اور بائل سے جو شواہد پیش کیے گئے ہیں اس طرح مسلمان علماء مصنفوں اور غیر مسلم مصنفوں و مولفین کی تحریروں سے جو دلائل سامنے لائے گئے ہیں ان کا چند سطروں میں اگر خلاصہ بیان کیا جائے تو ہم یہ کہنے گے کہ قرآن پاک کے معاملے میں خود قرآن پاک، مسلمان اور غیر مسلم علماء تینوں اس بات پر تتفق ہیں کہ اس کا متن پوری تاریخ قرآنی کے دور ان سو فیصد تغوطہ رہا ہے جبکہ قرأت کے بارے میں خود بائل، قرآن مجید، مسلم اور غیر مسلم اس پر تتفق ہیں کہ قرأت یادہ کتب جن پر بائل مشتمل ہے کامتن اس حد تک تبدیل ہو چکا ہے کہ اصل اور غیر اصل میں تیز کرنا ممکن نہیں۔ یہ اس قدر سحر فروختی ہے کہ اس کی طہیناں بخش تکلیف نوعیاں ہے اس کے مندرجات ایسے پرے، پرے ہو گئے ہیں کہ انہیں واپس اپنی اصل شکل میں نہیں لا جایا جاسکتا۔ اس کی عبارات میں اس قدر روبدل کیا گیا ہے کہ عوام خود علماء بھی پر بیان ہیں لہذا حق کی محتاشی غلط کو دعوت اسلام ہے کہ کم از کم وہ قرآن پاک کا تھوڑا سا مطالعہ کر کے دیکھیں تو سی کہ حق اپنے حسین چہرے سے کسی طرح پرے ہٹا کر انہیں صراط مستقیم پر لے آتا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

- 1- اس مقالے میں آیات کا ترجیح کفر الایمان فی ترمذ القرآن، احمد رضا خان بریلوی قدرت اللہ بنی اہور 1999ء سے لیا گیا ہے۔
- 2- البقرہ: 109، 105۔ ال عمرہ: 94، 109، 99، 98، 75، 69، 65، 55۔ المائدہ: 123، 153، 159، 159 و قمرہ۔ المائدہ: 74
- 3- البقرہ: 111۔ اعراف: 52۔ اتہ: 111۔ الحجۃ: 29۔
- 4- البقرہ: 41، 53، 78۔ ال عمرہ: 19، 20، 23۔ الشام: 44، 47، 51، 123، 131 و مجموعہ سوروں میں بھی پڑ کر آتا ہے۔

- 5۔ المائدہ: 44
- 6۔ حمود: 4۔ احباب: 12
- 7۔ اردو اگر و معارف اسلامی، داش گاہ پنجاب لاہور، طبع اول 1381ھ، ن 6، ص 705
- 8۔ Edited by Enid B Mellor the making of the old test ament cambridge university press 1972، P 133,134
- 9۔ اردو اگر و معارف اسلامی، داش گاہ پنجاب، لاہور 1962، ن 6۔ ص 703 طبع اول
- 10۔ حوالہ سابق: ص 706
- 11۔ پیر کرم شاہ الازھری، صیاد القرآن، صیاد القرآن پبلشرز لاہور 1402ھ، ن 1، ص 473
- 12۔ روز ناس جگہ راولپنڈی، برداشت ریجٹ الائنس 1423ھ، 17 جون 2002 حامد میر، اسلام کا واقع کیسے مکن ہے۔
- 13۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر دارالكتب انہمیہ بیروت لبنان طبع اول، 1411ھ، 1990 ن 22 ص 123-24
- 14۔ حوالہ سابق ن 372، ص 85
- 15۔ محمد بن ابو بکر ابن قیم بوزی، حدایۃ الایماری فی الجوید الیہود و انصاری تقویم و تحقیق و تعلیق ڈاکٹر احمد جازی القاء الخطبة انتہی مصر، طبع 1407ھ
- 16۔ امام زمخشیری، تفسیر کشاف، جلد اول، ص 85 طبع مصرت ن
- 17۔ ڈاکٹر محمد علی الباری، اب طبلی التورۃ و الحجۃ تدیم ص 184 المدخل للدراسة، التورۃ و الحجۃ والقدیم و الرحمہمشیط طبع اول 1410ھ 1990ع، ص 122
- 18۔ ڈاکٹر احمد جازی لسانکا، حدایۃ الایماری فی الجوید الیہود و انصاری تقویم و تحقیق و تعلیق، المکتبۃ القیمة مصر، طبع 1407ھ، ص 86-87
- 19۔ فیض الدین مراد آبادی، خزان القرآن، قدرت اللہ کمپنی لاہور 1999، ص 800 کالم نمبر 3 حاشیہ 13
- 20۔ خزان القرآن حوالہ سابق، ص نمبر 800 کالم نمبر 3 حاشیہ 14
- 21۔ حوالہ سابق نمبر ص 96، حاشیہ 304
- 22۔ غیاث القرآن جلد 2 ص 98 حاشیہ 169
- 23۔ فیض الدین مراد آبادی خزان القرآن ص 115 حاشیہ 6، ص 802 قدرت اللہ کمپنی لاہور 1999،
- 24۔ پیر کرم شاہ الازھری ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور 1999 ن 1، ص 69، حاشیہ 96
- 25۔ حوالہ سابق ن 1، ص 242، حاشیہ 77